تعلیمات

قائدِ اعظمؒ

مرتب

کلیم نشتر

مکتبۂ عالیہ - لاہور

كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا
ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ (القرآن)

"اچھی بات (اپنے اثرات کے لحاظ سے) اس درخت کی مانند ہے جس کی جڑیں تو زمین
کی تہہ میں ہوں لیکن شاخیں آسمان (کی بلندیوں) پر"

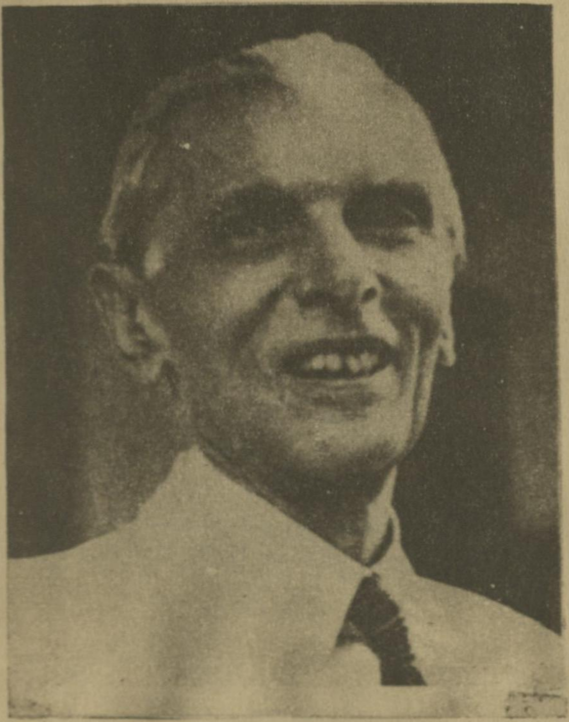

"میں پاکستان کے عوام کو یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ اپنے میں جوش اور ولولہ پیدا کیجئے،
ہمت اور استقلال کے ساتھ اپنا کام جاری رکھئے۔ اور مایوسی کو اپنے قریب نہ
نہ پھٹکنے دیجئے اور یہ قول یاد رکھئے ——— اتحاد، تنظیم اور ایمان ———"

باسمہٖ تعالیٰ

تعلیماتِ قائدِ اعظمؒ

نئی نسل کی فکری رہنمائی کے لئے
قائدِ اعظم کے ارشادات کا مجموعہ

مرتب
کلیم نشتر

مکتبہ عالیہ — ایبک روڈ (انارکلی) — لاہور

حقوقِ ترتیب و اشاعت محفوظ

MASOOD FAISAL JHANDIR LIBRARY
Acc No: 002965
★ MAILSI ★

تعلیماتِ قائدِ اعظمؒ

مرتب — کلیم نشتر
ناشر — الطاف حسین
مطبع — پنجاب پریس۔ لاہور

TECHNICAL SUPPORT BY
CHUGHTAI
PUBLIC LIBRARY

قیمت
۵۰/۷

یکے از مطبوعات
مکتبہ عالیہ۔ ایبک روڈ (انار کلی) — لاہور

نذر

ان رہنماؤں کی

جنھیں قائدِ اعظم کی ”جانشینی“ کا دعویٰ ہے

"یک ذرہ دردِ دل از علم فلاطون بہ"

ترتیب

پیش لفظ	(مرتب)	۹
تحریکِ آزادی		۱۷
حصولِ پاکستان		۳۳
پاکستان۔ قیام اور تعمیر		۴۸
اسلام۔ ہمارا دین		۶۸
اسلامی سوشلزم		۸۱
معاشی و معاشرتی مسائل		۸۴

انتظامیہ ــــ فرائض اور حقوق ۹۵
دفاعِ وطن ۱۰۳
اتحاد۔ تنظیم۔ یقین محکم ۱۱۴
نئی نسل ــ مستقبل کی اُمید ۱۲۷
خارجہ پالیسی ۱۴۱

پیش لفظ

راہنماؤں کے اقوال، ان کی فکر اور ان کا عمل قوموں کے لئے نشانِ راہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ جو قومیں اسلاف کے فکری سرمایہ کی محافظت کرتی اور ان کے اقوال و تعلیمات کو اپنے کردار کا محور بناتی ہیں وہ کامران و بانصیب ہوتی ہیں، اس کے برعکس جو اقوام اپنے قائدین کے فکر و خیال کی پاسداری نہیں کرتیں وہ منزل سے بھٹکے ہوئے مسافر کی طرح خائب و خاسر رہتی اور زندگی کی دوڑ میں قابلِ رشک مقام نہیں پاتیں۔ یہی وجہ ہے کہ الہامی کتب سے لے کر بزرگانِ دین کی تعلیمات اور ہر دور کے قومی راہنماؤں کے اقوال تاریخ کے سینے پر نقشِ دوام پاتے ہیں اور ان کی اہمیت و افادیت کبھی ماند نہیں پڑتی۔ برصغیر پاک و ہند میں قائداعظم محمد علی جناح کو جو مقام حاصل ہے وہ صدیوں بعد ہی قدرت کی فیاضی سے کسی ایک شخص کو ملتا ہے۔ قائداعظم کو تاریخ میں یہ منفرد اعزاز حاصل ہے کہ وہ نہ صرف یہ کہ ایک درماندہ قوم کو بیدار کرتے اور تقدیر پر شاکر ہونے کی

بجائے عمل کی شاہراہ پر قدم فرسا کرنے میں کامیاب ہوئے۔ نہ صرف یہ کہ انہوں نے سات سال کی قلیل مدت میں ایک عظیم الشان عوامی تحریک کے ذریعے اپنی قوم کو آزادی دلائی، بلکہ ان کی سعی و عمل کا کرشمہ یہ بھی ہے کہ انہوں نے تاریخ کے ساتھ ساتھ برصغیر کا جغرافیہ بھی تبدیل کر دیا۔ کوہ ہندوکش سے لے کر جیٹا گانگ کی پہاڑیوں تک ترنگا لہرانے کا خواب دیکھنے والے بالآخر ایک منحنی انسان کے عزم و عمل کے آگے سرنگوں ہوئے اور برصغیر کا نقشہ دولخت ہو گیا۔ پاکستان قائم ہوا تو ساتھ ہی ایک نئی قوم نے بھی جنم لیا جس کا نام ہے پاکستانی ملت ــــ چنانچہ قائداعظم محض بانیٔ پاکستان ہی نہیں بلکہ برصغیر میں ایک نئی قومیت کی داغ بیل ڈالنے والے راہنما بھی ہیں اور پاکستانی ملت کے مسلمہ قائد و راہنما بھی۔

قائداعظم کی فکر اور ان کے عمل کا بتدریج مطالعہ کیا جائے تو یہ بات واضح ہو کر سامنے آتی ہے کہ ان کی جدوجہد کا مقصد محض ایک خطۂ ارضی حاصل کر کے اپنی حکمرانی کی داغ بیل ڈالنا نہ تھا بلکہ وہ ہر دم، ہر آن اس فکر میں تھے کہ برصغیر کے مسلمانوں کو ان کی روایات، ان کے ذہنی، روحانی اور مذہبی پس منظر کے مطابق ترقی کرنے اور آزادانہ آگے بڑھنے کے مواقع میسر آئیں۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ ایک طویل مدت ہندو مسلم اتحاد کی علامت بنے رہے۔ اس دور میں انہیں ہندو کانگریس نے "اتحاد کے سفیر" کا نام دے رکھا تھا اور ایک اخبار نے ان کے بارے میں کہا تھا:

"ایک چیز جس سے جناح کبھی مایوس نہیں ہوتے وہ ہے ہندو مسلم اتحاد۔

برصغیر میں دو قومی اتحاد کے لئے قائداعظم نے اپنا مشن اس امید پر جاری رکھا تھا کہ مشترکہ مساعی کی بدولت حاصل ہونے والی آزادی سے دونوں قوموں کو یکساں متمتع ہونے کا موقع ملے گا لیکن جب گاندھی جی سمیت تمام ہندو لیڈروں کی ذہنیت آشکارہ ہوگئی اور مصالحت و اتحاد کی تمام کوششیں ہندو لیڈروں کی تنگ نظری، تعصب اور خود غرضی کی بھینٹ چڑھ گئیں تو آخری چارۂ کار کے طور پر ملک کی تقسیم کا فیصلہ کیا گیا۔ خود قائدِ اعظم نے ایک بار کہا تھا:

"نہ جانے ان دنوں میری خودداری کو کیا ہوگیا تھا کہ میں کانگریس کے سامنے ہاتھ پھیلاتا تھا، میں نے اس مسئلے کے حل کے لئے انتہائی، انتھک اور مسلسل جدوجہد کی تھی لیکن جن اندیشوں پہ رواداری کے پردے پڑے ہوئے تھے وہ سنگین خطرے کی صورت میں کھل کر سامنے آگئے پھر ہندو دل و دماغ، ہندو جذبات اور ہندو روش نے ایسی صورت اختیار کر لی کہ اتحاد کی رہی سہی توقع بھی جاتی رہی۔"

کہنا یہ ہے کہ جس پاکستان کا خواب دیکھا گیا تھا وہ مقصود بالذات نہ تھا بلکہ اس کے حصول کے پس منظر میں ایک ایسے ملک کا قیام تھا جس میں مسلمان قوم اپنے جداگانہ تشخص، اپنی فکر و فہم، روایات و تہذیبی پس منظر کو پوری آزادی اور خود مختاری سے روبہ عمل لا سکے۔ تحریک پاکستان کے تمام لٹریچر اور مسلم لیگ کی تمام دستاویزات سے صرفِ نظر بھی کر لیا جائے تب بھی محض قائدِ اعظم کے افکار و تعلیمات اس بات کا ثبوت فراہم کرنے کے لئے کافی

ہیں کہ پاکستان کرۂ ارض پر صرف اس لئے ابھرا تھا کہ اس سے مسلم قومیت کا احیا اور برصغیر میں اسلامی فکر و عمل کی بالادستی مقصود تھی۔

بدقسمتی کہ پاکستان کے قیام کے بعد قومیت کا وہ احساس ابھر نہ سکا، جس سے "پاکستانیت" نشوونما پاتی۔ قائدِ اعظم اللہ کو پیارے ہو گئے اور دوسری صف کی قیادت باہمی مناقشت کے باعث بہت جلد اپنا اثر و رسوخ کھو بیٹھی۔ سیاسی بحران کے دور میں قوم کی فکری راہنمائی کیسے ممکن تھی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ پاکستان میں پاکستانی ذہن، پاکستانی فکر اور پاکستانی قوم پیدا نہ ہو سکی۔ ان حالات میں کچھ حوادث کو اور بہت حد تک غرض کے ان بندوں کا ہاتھ رہا جن کا ماضی تحریکِ پاکستان سے ہم آہنگ نہ تھا یا جو پاکستانیت کے فروغ میں اپنے اقتدار کا زوال محسوس کرتے تھے پھر کچھ ایسے "دانشور" قوم کے ذہن پر مسلط کئے گئے جنہوں نے بعض لایعنی مباحث چھیڑ کر قوم کو فکری الجھاؤ میں مبتلا کیا۔ یہ بتایا جانے لگا کہ پاکستان کے حصول کے بعد دو قومی نظریئے کی افادیت ختم ہو گئی اور یہ کہ خود قائدِ اعظم دستور ساز اسمبلی کے اجلاس میں اپنی تقریر کی رو سے ا دو قومی نظریئے سے دستبردار ہو گئے تھے۔ یہ بحث بھی چھڑ گئی کہ قراردادِ پاکستان کی رو سے ایک پاکستان کا قیام مقصود تھا یا دو کا؛ پھر یہ کہ پاکستان میں کس قسم کی جمہوریت رائج کی جائے۔ یہاں پارلیمانی نظام رائج ہو یا صدارتی برطانوی طرز کی جمہوریت قائم کی جائے یا کنٹرولڈ ڈیماکریسی۔

یہ اور اسی قسم کے دوسرے مباحث کی بدولت قوم میں فکری اتحاد اور پاکستان کا اعلیٰ تر احساس بیدار نہ ہو سکا تا آنکہ وہ سزا ملی جو اپنی منزل سے بھٹک جانے والی قوموں کو

ملتی ہے۔ ملک کا ایک بازو ہم سے چھن گیا اور باقی حصے میں علاقائی اور صوبائی تصورات ابھر آئے۔

مستقبل کے مورخ کے لئے یہ بات خاصی معنی خیز ہو گی کہ وہ کیا عوامل تھے جن کے باعث ایک قوم کو اس کے راہنما کے افکار و نظریات سے دور کر کے فکری الجھاؤ میں مبتلا کر دیا گیا۔ حق یہ ہے کہ پاکستان کے خالق، قائد اعظم کے فکر و نظریات کو ملک میں فروغ دیا جاتا، اگر ان کی تعلیمات سے صرف نظر نہ کیا جاتا تو ہم بہت سے قومی صدموں سے بچ جاتے اور زوال و خلفشار کے وہ مظاہر ہمیں دیکھنا نہ پڑتے جنہوں نے قومی وحدت کو پارہ پارہ کرنے میں نمایاں حصہ لیا۔

قائد اعظم نے کہا تھا کہ "صوبائیت ایک زہر ہے" لیکن یہ زہر امرت سمجھ کر ہم نے اپنے لبوں سے لگا لیا۔ انہوں نے معاشرتی انصاف اور اسلامی سوشلزم کو تمام مسائل کا حل بتایا تھا ہم نے پاکستان میں ایسا نظام قائم کیا جس نے ایک طرف دولت کے انبار لگا دیئے اور دوسری جانب احتیاج و اضطراب، بیماری و بیکاری کی فصیل کھڑی کر دی۔ قائدِ اعظم نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو انسانیت کے لئے نجات قرار دیا تھا، ہم نے اپنے مصلحِ اعظمؒ کی راہوں سے کھلم کھلا اجتناب برتا۔ قائدِ اعظم نے دستوری مسائل کا حل قرآن پاک کی تعلیمات میں بتایا تھا۔ ہم نے ایک لمبی مدت اس بحث میں گنوا دی کہ دستور ہو تو کس قسم کا؟

قائدِ اعظم نے ہمیں اتحاد، تنظیم اور ایمان کا نعرہ دیا تھا، ہم نے خلفشار، بدنظمی اور بے یقینی

کو اپنایا، نتیجتاً قومی بے حسی کا یہ منظر کس قدر عبرتناک ہے جبکہ خود وطنِ عزیز کا وجود اور اس کا تحفظ گفتگو کا موضوع بن چکا ہے !!

پاکستان ہمارا وطن ہی نہیں بلکہ ہمارے قومی تشخص کی ایک علامت بھی ہے۔ خدانخواستہ اگر ہمارے وطنِ عزیز کو کوئی ضعف پہنچتا ہے تو یہ محض زمین کے ایک ٹکڑے کا ہی نقصان نہیں بلکہ یہ قومی وجود کے خاتمے کا سبب بھی ہوگا، اس خواب کے بکھر جانے کا سبب بھی ہوگا جو برصغیر کے مسلمانوں نے اپنی ثقافت و تاریخ کے تحفظ و احیائ کے لئے دیکھا تھا۔ ہمارے دائیں بائیں خطرناک دشمن موجود ہیں جو پاکستان کی تباہی کے لئے ہر حد سے گزر جانے پہ ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ ان حالات میں ضرورت یہ ہے کہ پاکستان کے وجود اور خود مختاری پہ ہر پاکستانی کا ایمان ہو۔ ہر شخص ان نظریات اور پس منظر کو سامنے رکھے جو پاکستان کے قیام کی بنیاد ہیں، جو ایک نئی قوم کو وجود میں لانے کا باعث بنے۔

زیرِ تربیت نسل کو ہم نے پاکستان کے صحیح پس منظر سے روشناس نہ کرانے اور قائدِ اعظم کی تعلیمات سے متعارف نہ کرانے کا قومی جرم کیا ہے۔ اس جرم کا کم سے کم مداوا یہ ہے کہ ہم میں سے ہر شخص اپنی اپنی صلاحیت کے مطابق پاکستان کی آئیڈیالوجی، قائدِ اعظم کی شخصیت اور تحریکِ آزادی کے راہنماؤں کے بارے میں نئی نسل کے سامنے بنیادی اور ٹھوس حقائق رکھے اور نئی نسل کو ایک ذمہ دار اور پکا پاکستانی بنانے کا فرض ادا کرے۔

قائدِ اعظم کی تعلیمات آج بھی ہمارے لئے نشانِ منزل کا درجہ رکھتی ہیں۔ میں نے ایک قومی ضرورت سمجھتے ہوئے قائدِ اعظم کے خطبات اور تقاریر سے وہ حصے یکجا کئے

ہیں جو قوم کے لئے تقین کا درجہ رکھتے ہیں اور ہر مسئلہ پر ہماری راہنمائی کر سکتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ہم اس وقت تک سچے اور مخلص، پاکستانی نہیں بن سکتے۔ جب تک کہ ہم اپنے قائد کے ارشادات کو حرزِ جان نہ بنائیں۔ مجھے امید ہے کہ قومی حلقے اس کوشش کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھیں گے اور جس جذبے کے تحت یہ کتاب مرتب کی گئی ہے وہ شرفِ قبول پائے گا۔

میں ابرار محمود عاصم کا بے حد ممنون ہوں جنہوں نے اس کتاب کی ترتیب میں قدم قدم پر میرا ہاتھ بٹایا اور قائداعظم کی بعض تقاریر کی فراہمی کے ساتھ کچھ حصوں کا ترجمہ بھی کیا۔

کلیم نشتر

لاہور
۲۳ مارچ ۱۹۷۵ء

تحریک آزادی

یادِ ماضی

نہ جانے ان دنوں میری خودداریوں کو کیا ہو گیا تھا کہ میں کانگریس کے سامنے ہاتھ پھیلایا کرتا تھا میں نے اس مسئلہ کے حل کے لئے اتنی انتھک اور مسلسل جدوجہد کی تھی کہ ایک اخبار نے یوں لکھا تھا کہ —— "مسٹر جناح ہندو مسلم اتحاد کی کوشش سے کبھی بیزار نہیں ہوتے" —— لیکن گول میز کانفرنس کے اجلاسوں میں پہلی بار مجھے شدید دھچکا لگا، جن اندیشوں پر رواداری کے پردے پڑے رہتے تھے، وہ کھل کر سنگین خطرے کی صورت میں سامنے آ گئے۔ پھر ہندو دل و دماغ ہندو جذبات اور ہندو روش نے ایسی صورت اختیار کی کہ اتحاد کی رہی سہی توقع بھی جاتی رہی۔ اس وقت میرے احساسات پر ایک قنوطیت طاری تھی، جذبات پر افسردگی چھا گئی تھی، میں ملک کے حالات سے ناامید ہو گیا تھا۔ ماحول بڑا پریشان کرنے والا تھا۔ مسلمان بالکل بے یار و مددگار تھے، کوئی ان کی بات پوچھنے

والا نہیں تھا۔ کبھی حکومت کے چاپلوس اور خوشامدی ان کی قیادت کا دم بھرتے تھے، کبھی کانگریس کے خوش فہم گماشتے ان کی لیڈری کے دعوے دار ہوتے۔ اگر مسلمانوں کو متحد کرنے کی سعی کی جاتی تو ایک جانب کانگریس کے حاشیہ بردار ان کوششوں پر پانی پھیر دیتے۔ ان دل شکن حالات میں مجھے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ نہ میں ملک کی کوئی خدمت کر سکتا ہوں اور نہ ہی مسلمانوں کی حالت زار کی اصلاح ممکن ہے۔ یہ احساس اتنا بڑھا کہ میں نے لندن میں رہائش اختیار کرنا مناسب سمجھا، یہ اس لئے کہ مجھ پر ایک بے بسی کا احساس غالب تھا لیکن اس کے باوجود میں نے ہندوستان سے اپنا رابطہ برابر قائم رکھا۔ بالآخر پورے چار سال بعد میں نے دیکھا کہ مسلمان شدید خطرے میں ہیں اور لندن میں رہتے ہوئے ان کی کوئی خدمت نہیں کر سکتا چنانچہ میں نے ہندوستان واپس آنے کا فیصلہ کر لیا۔

طلبائے مسلم یونیورسٹی سے خطاب۔ ۵ فروری ۱۹۳۸ء

طاقت، صرف طاقت

باعزت معاہدہ ان ہی میں ہو سکتا ہے جو برابر کے ہوں۔ جب تک فریقین ایک دوسرے کی عزت کرنا اور ایک دوسرے سے ڈرنا نہ سیکھیں، اس وقت تک کوئی معاہدہ ٹھوس بنیاد پر طے نہیں پا سکتا کمزور فریق کی جانب سے امن و صلح کی پیشکش کا مطلب ہمیشہ کمزوری کا اعتراف اور جارحیت کو حملہ کرنے کی ترغیب ہوتا ہے۔ حب الوطنی، انصاف، رواداری اور خیر سگالی کی ساری اپیلیں دھری کی دھری رہ جاتی ہیں۔ یہ جاننے کے لئے کسی لمبی چوڑی سیاسی بصیرت کی ضرورت نہیں ہے کہ تمام تحفظات اور معاہدات اگر ان کی پشت پر طاقت نہ ہو، محض کاغذ کے پرزے ہوتے ہیں۔ سیاست کا مطلب انصاف کے نعروں

یا رواداری یا خیر سگالی کی مبہم پکار پر بھروسہ کرنا نہیں ہے۔ سیاست کا مطلب ہے طاقت اور صرف طاقت۔

اجلاس مسلم لیگ لکھنؤ۔ ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۷ء

روحوں کو تسخیر کرو

کانگریسی مسلمانوں کی طرف سے غیر مشروط سپردگی کی تبلیغ ایک بہت بڑی غلطی ہے۔ یہ شکست خوردہ ذہنیت کی انتہا ہے کہ اپنے آپ کو دوسروں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جائے اور مسلمانوں کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی غداری نہیں ہو سکتی۔ اگر اس پالیسی کو اختیار کر لیا گیا تو میں آپ کو صاف صاف بتا دوں کہ مسلمان اپنی تباہی و بربادی خود مول لیں گے، اور ملک کی قومی زندگی اور حکومت میں اپنے جائز حقوق سے محروم ہو جائیں گے۔ صرف ایک چیز مسلمانوں کو بچا سکتی ہے اور ان میں اپنا کھویا ہوا وقار بحال کرنے کی قوت پیدا کر سکتی ہے۔ پہلے تو انہیں اپنی روحوں کو دوبارہ تسخیر کر کے ان عظیم روایات اور اصولوں پر سختی سے ڈٹ جانا چاہیے جو ان کے زبردست اتحاد کی بنیاد ہیں اور جو ان کو ایک ہی سیاسی جماعت کے رشتے میں منسلک کرتے ہیں۔ اگر مسلمانوں کو فرقہ پرست "ٹوڈی" رجعت پسند یا ایسے ہی دوسرے القابات سے نوازا جائے تو آپ ہرگز اس کی پروا نہ کریں۔ مسلمانوں میں آج کا بدترین ٹوڈی، رذیل ترین فرقہ پرست جب اپنے آپ کو غیر مشروط طور پر کانگرس کے حوالے کر کے اپنی ہی قوم کی توہین کرتا ہے تو وہ کل قوم پرستوں کا تاجدار بن جاتا ہے۔ ان اصطلاحوں، گالیوں اور غلط سلط لفظوں کا مقصد یہ ہے کہ ہمارے اندر اختلافات پیدا کر کے ہمیں دنیا بھر میں بدنام کیا جائے۔ ہم اس قسم کے پروپیگنڈے سے شدید نفرت کرتے ہیں۔

اجلاس مسلم لیگ، لکھنؤ۔ ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۷ء

ہمارا مقصد

لوگ ہم سے پوچھتے ہیں، ہمارا مقصد کیا ہے؟ میں کہتا ہوں اگر اب بھی تم ہمارا مقصد نہ سمجھ سکے تو کبھی نہ سمجھ سکو گے۔ بات صاف ہے، برطانیہ ہندوستان پر حکومت کرنا چاہتا ہے۔ کانگریس اور گاندھی جی مسلمانوں پر حکومت کے خواب دیکھتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ ہم اپنے اوپر نہ برطانیہ کو حکومت کرنے دیں گے، نہ مسٹر گاندھی کو، ہم آزاد رہنا چاہتے ہیں۔

مسلم لیگ کونسل سے خطاب ۲۵ فروری ۱۹۴۰ء

اپنی طاقت پر بھروسہ

کسی پر تکیہ کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ ہم کو اپنے آپ پر بھروسہ کرنا چاہیے میں ہر شخص کا دوست بننے پر رضامند ہوں لیکن بھروسہ اپنی ہی طاقت پر کروں گا۔ مسلم لیگ نے تا حال بہت معقول کام کئے ہیں۔ لیکن ابھی اس کا آغاز ہی ہے۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ ہندوستان میں بھی درحقیقت جنگ ہو رہی ہے۔ میں آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ کندھے سے کندھا ملا کر مسلم لیگ کی صفوں میں کھڑے ہو جاؤ۔

مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ ۔ ۶ مارچ ۱۹۴۰ء

مسلمان اقلیت نہیں

مسلمان اقلیت میں نہیں ہیں۔ ہر اعتبار سے مسلمان ایک قوم ہیں، میں اعلان کرتا ہوں، یقیناً مسلمان اقلیت نہیں ہیں۔ ہندوستان کے نقشے پر نظر ڈالنے سے معلوم ہو گا کہ اس ملک کے وسیع

علاقے مسلمان اکثریت کے ہیں، مثلاً بنگال، پنجاب، سوبہ سرحد، سندھ اور بلوچستان۔

اجلاس مسلم لیگ لاہور ——— ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء

ہماری تمنّا ہے

ہم مسلمان چاہتے ہیں کہ ہندوستان کے اندر ہم ایک آزاد قوم بن کر اپنے ہمسایوں کے ساتھ ہم آہنگی اور امن و امان کے ساتھ زندگی بسر کریں۔ ہماری تمنّا ہے کہ ہماری قوم اپنی روحانی، اخلاقی، تمدنی، اقتصادی، معاشرتی اور سیاسی زندگی کو کامل ترین نشوونما بخشے اور اس کام کے لیے وہ طریقِ عمل اختیار کرے جو اس کے نزدیک بہترین ہو اور ہمارے قدرتی وسائل ہمارے نصب العین سے ہم آہنگ ہوں۔

اجلاس مسلم لیگ ——— ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء

اپنے آپ کو منظم کیجئے

اے خادمانِ اسلام! اپنی ملت کو اقتصادی، سیاسی، تعلیمی اور معاشرتی تمام پہلوؤں سے منظم کرو۔ پھر تم دیکھو گے کہ تم یقیناً ایک ایسی قوت بن گئے ہو جس کا لوہا ہر شخص تسلیم کرے گا۔ اجلاس مسلم لیگ لاہور۔ ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء

بہترین تحفظ

اپنی تنظیم اس طور پر کیجئے کہ کسی پر بھروسہ کرنے کی ضرورت نہ رہے۔ یہی آپ کا واحد اور بہترین تحفظ ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم کسی کے خلاف بدخواہی یا عناد رکھیں۔

۱۔ اپنے حقوق اور مفاد کے تحفظ کے لئے وہ طاقت پیدا کر لیجئے کہ آپ اپنی مدافعت کر سکیں۔

اجلاس مسلم لیگ۔ لاہور۔ ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء

غداروں پر اعتبار نہ کیا جائے

ہم واضح طور پر ہندوستان کی آزادی کے طالب ہیں لیکن یہ آزادی تمام ہندوستان کی آزادی ہونی چاہیئے۔ یہ نہ ہو کہ ایک جماعت کو بر تر صورت میں یعنی کانگریس کو آزادی مل جائے اور مسلمان اور دیگر اقلیتیں غلام بنی رہیں۔ اب ہم بہت بدگمان ہو چکے ہیں اور کسی پر اعتماد نہیں کر سکتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہر شخص کے لئے بہتر اصول ہو گا کہ وہ کسی پر بہت زیادہ اعتماد نہ کرے۔ جب کوئی شخص غداری کرے تو اس غداری سے یہ سبق لینا چاہیئے کہ آئندہ غداری کرنے والوں پر اعتبار نہ کیا جائے۔

اجلاس عام لاہور سے خطاب۔ ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء

اپنی قوم کو منظم کرو

اقتصادی، سیاسی، تعلیمی اور معاشرتی، غرض تمام پہلوؤں سے اپنی قوم کو منظم کرو۔ پھر تم دیکھو گے کہ تم یقیناً ایک ایسی قوت بن گئے ہو جس کی طاقت ہر شخص تسلیم کرے گا۔

اجلاس عام لاہور سے خطاب۔ ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء

ہندوستان کس کا؟

یقیناً سارا ہندوستان ہندوؤں کی ملکیت نہیں ہے اور اگر ان کی حقیقی حیثیت کو پوچھتے ہو تو

وہ دراوڑی ہیں اور اس سے بھی آگے قدیم ترین جنگلی باشندے ــــ یہ نہ آریائی ہوں گے اور نہ ہی مسلمان! ہندوستان سے متعلق آریاؤں کے دعاوی مسلمانوں سے زیادہ قوی نہیں ہیں، سوائے اس کے کہ وہ ایک وقتِ خاص پر ان سے پہلے آئے تھے۔ اخباری بیان ـ مارچ ۱۹۴۰ء

ہمارا نصب العین

ہمارا نصب العین اور ہماری جدوجہد کسی فرقے اور قوم کو نقصان پہنچانا نہیں ہے اور نہ دوسروں کی ترقی اور مفاد میں روڑا اٹکانا ہمارا منشا ہے بلکہ ہم اپنی حفاظت آپ کرنا چاہتے ہیں ہم اس ملک میں باعزت اور آزاد انسانوں کی طرح زندہ رہنا چاہتے ہیں اور آزاد اسلام کی تمنا رکھتے ہیں۔ بیان ــــ ۲۶ر مئی ۱۹۴۰ء

وہ قوم کہاں ہے؟

ہندوستان کے نقشے پر مسلم ہندوستان اور ہندو ہندوستان پہلے ہی سے موجود ہیں۔ نہ معلوم اس کے متعلق آئنا واویلا کیوں کیا جاتا ہے۔ وہ ملک ہے کہاں جس کے ٹکڑے ٹکڑے کیے جائیں گے، اور وہ قوم ہے کہاں جس کی قومیت فنا کی جانے کو ہے؟

وہ طاقت جس کے قبضۂ قدرت میں آج ہندوستان ہے، وہ انگریزوں کی طاقت ہے اور یہ جو ایک خیال دماغوں میں بیٹھ گیا ہے کہ ہندوستان ایک متحدہ ملک ہے اور اس کی ایک حکومت ہے، وہ صرف اس وجہ سے ہے کہ انگریز اس سارے ملک پر حکمران ہیں۔

مسلم لیگ کانفرنس بمبئی ــــ ۲۶ مئی ۱۹۴۰ء

ایک حقیر کیڑا بھی بالآخر پلٹ پڑتا ہے

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ تقریباً ایک ہزار سال سے ہندوؤں نے برصغیر کے کسی قابلِ ذکر حصے پر حکومت نہیں کی۔ ہماری تجویز کی رُو سے برصغیر کا تین چوتھائی حصہ انہیں دیا جا رہا ہے جہاں وہ اپنی حکومت قائم کر سکتے ہیں۔ میں ان سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ حریص نہ بنیں لیکن نظر یوں آتا ہے کہ وہ ہیر پھیر کر کے سارے برصغیر کو ہتھیا لینا چاہتے ہیں۔ میں کہتا ہوں تین چوتھائی لے لو اور میرے ایک چوتھائی حصہ پر حسد نہ کرو۔ مجھے اپنی تاریخ کی روشنی میں اپنی روایات، اپنی ثقافت اور اپنی زبان کا تحفظ کرنے دو اور تم بھی اپنے علاقوں میں یہی کرو۔ بدقسمتی سے ہندو قیادت کی سوچ یہ ہے کہ مسلمان ان کے آگے جھک جائیں اور ایک مستقل اقلیت کی طرح ان کے زیرِ اقتدار رہیں۔ ہم ایسی کسی بات کو قبول نہیں کر سکتے۔ عام مسلم رائے شماری کی تجویز اس بنیاد پر ہوئی کہ ہندوستان کے مسلمان کسی بھی تاریخ کی رُو سے ایک الگ قوم ہیں۔ دنیا میں کہیں بھی دس کروڑ افراد کو اقلیت نہیں کہا جا سکتا۔ یہ مسلمانوں کی پیدائشی، وراثتی اور حق خود ارادیت کا سوال ہے۔ اس برصغیر میں بسنے والی ایک مستقل قوم کی حیثیت سے ایسے صوبوں میں جہاں وہ اکثریت میں ہیں، اپنی حکومت بنائیں۔ ہمارے مقابلے پر اگر برطانیہ اور ہندو متحد بھی ہو گئے تو بھی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ چین اور امریکہ کی متحدہ طاقت بھی کوئی ایسا دستور مسلط نہیں کر سکتی جس میں مسلمانوں کو قربان کیا گیا ہوں۔ اگر کوئی ایسی مجنونانہ غلطی کا ارتکاب کرتا ہے تو وہ یہ یاد رکھے کہ ایک حقیر کیڑا بھی بالآخر پلٹ پڑتا ہے۔ ان غیر ملکی سنگینوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے جن

کے سائے میں کانگریسی راج چلانے کی سوچی جا رہی ہے، ہم ملک کے سارے نظام میں زلزلہ ڈال دیں گے اور اسے مفلوج و ناکارہ بنا کر رکھ دیں گے۔

مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کے طلباء سے خطاب -- ۲ نومبر ۱۹۴۱ء

قرعہ اندازی کے صندوقچے کے ذریعے اکثریت تسلیم نہیں کی جا سکتی

ہندو اخبارات نے یہ بھوت کھڑا کیا ہے کہ ہندوستان تقسیم ہو گیا تو مسلمان سارے برصغیر کو تاخت و تاراج کر دیں گے۔ کیا مجھے بتایا جا سکتا ہے کہ اس خوف کی موجودگی میں پورے ہندوستان پر حکومت کرنے کا عزم کس حوصلے سے کیا جا رہا ہے؟ ہم جانتے ہیں کہ یہ بے بنیاد الزام ہے۔ پاکستان میں سات کروڑ کے قریب مسلمان ہوں گے اور ہندو ہندوستان میں ہندوؤں کی تعداد بائیس کروڑ سے کم نہیں ہو گی۔ کیا ہمیں یہ بتایا جا رہا ہے کہ بائیس کروڑ اشخاص سات کروڑ کے مقابلے میں اپنی آزادی برقرار نہیں رکھ سکتے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہندوستان کا مستقبل تقسیم کے بعد محفوظ نہیں ہو گا کیونکہ سارے حملے شمال مغرب سے ہوتے رہے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ پاکستان میں ایسے حملوں کو روکنے کی سکت نہیں ہو گی۔ کیا مجھے بتایا جا سکتا ہے کہ پرتگالی کہاں سے آئے تھے، فرانسیسی کہاں سے آئے تھے اور موجودہ برطانوی آقا کس سمت سے آئے ہیں؟ ہم جانتے ہیں جدید معرکہ آرائی سرحدوں کی قید سے آزاد ہے۔ ہندوستان کے لیے ایک مرکزی جمہوری حکومت کا نعرہ لگانے والے کیا یہ سمجھتے ہیں کہ ہندو ایک مرکزی حکومت بنا کر اور قرعہ اندازی کے صندوقچے میں اکثریت حاصل کر کے بیرونی حملوں سے محفوظ ہو سکیں گے؟

لاحاصل بحث کو چھوڑیں۔ ہم اچھے پڑوسیوں کی طرح رہیں۔ ہندوؤں کو جنوب و مغرب کی حفاظت کرنے دیجئے اور مسلمانوں کو باقی سرحدوں کی حفاظت سونپئے پھر ہم مل کر کھڑے ہوں گے اور دنیا سے کہیں گے کہ ہندوستان سے الگ رہو، ہندوستان ہندوستانیوں کے لئے ہے۔

طلبائے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے خطاب۔ ۱۰ر مارچ ۱۹۴۱ء

کانگریس کا نعرہ آزادی — ایک فریب

میں نے ہندو اور مسلمانوں کو ایک دوسرے سے قریب لانے کے لئے اپنی بہترین کوشش صرف کیں۔ میری ہمیشہ یہ خواہش رہی کہ بدنصیب ہندوستان کے یہ دونوں فرزند ایک دوسرے کو پہچانیں اور باہمی رواداری کے رشتے میں منسلک ہو جائیں، لیکن میری ان مساعی کو سازشوں کے ذریعے ناکام بنا دیا گیا۔ آزادی، جسے کانگریس نے اپنا سیاسی نصب العین قرار دے رکھا ہے ایک حسین فریب ہے، اس آزادی کا مفہوم محض ایک قوم کی آزادی ہے بلکہ میں اس سے بھی ایک قدم آگے جاتا ہوں کہ کانگریس کی آزادی کا مطلب صرف اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کی آزادی ہے اور اس آزادی سے وہ دوسرے فرقوں اور قوموں کو محروم رکھنا چاہتی ہے۔

قطعی طور پر جداگانہ تشخص

یہ کہنا کہ ہندوستان ہندوؤں کی مملکت ہے، قطعاً حماقت ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ مسلمان بھی کسی زمانے میں ہندو تھے۔ ہندو لیڈر یہ اور ایسے ہی دوسرے احمقانہ دلائل پیش کرتے ہیں، مثلاً کہتے ہیں کہ فرض کرو ایک انگریز جو انگلستان میں رہتا ہے اور مسلمان ہو جاتا ہے، کبھی پاکستان

کا مطالبہ نہیں کرتا۔ کیا آپ کے پاس دیکھنے کو آنکھیں اور سمجھنے کو دماغ نہیں کہ اگر انگلستان میں ایک انگریز اپنا مذہب تبدیل کرتا ہے تو اس کے باوجود اپنے سماج کا ممبر رہتا ہے اور پہلے کی طرح اپنی تہذیب، نظام معاشرت اور ثقافت سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کے برعکس کیا آپ یہ نہیں دیکھتے کہ جب ایک ہندو اسلام اختیار کرتا ہے۔ چاہے یہ واقعہ ایک ہزار سال پہلے پیش آیا ہو اور ایک ہندو نہیں بلکہ اکثر و بیشتر بہت سے ہندو جو مسلمان بن گئے، ہندوؤں کے نزدیک ملیچھ ٹھہرے، معاشرہ سے خارج کئے گئے اور ہندوؤں نے ان لوگوں سے کسی قسم کا دینی اور تمدنی واسطہ نہ رکھا، چنانچہ تبدیل مذہب کے ساتھ ہی ان مسلمانوں نے ہندوؤں سے ایک جداگانہ دنیا میں رہنا شروع کیا اور ایک ایسے دینی، تمدنی، معاشرتی نظام کے پابند ہو گئے جو ہندوؤں سے مختلف تھا بلکہ اہل ہنود اور اہل اسلام کے نظام میں ہمیشہ تصادم رہا۔ مذہب اور معاشرت سب کے لحاظ سے یہ اختلاف ہزار سال سے چلا آتا ہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ اب ان حقائق کا مقابلہ اس بیوقوفانہ دعوے سے کیا جائے کہ محض مذہب کی تبدیلی کو مطالبۂ پاکستان کی دلیل نہیں بنایا جاسکتا۔ آپ بنیادی اختلاف کو کیوں نہیں دیکھتے۔ میں اس امر کا دعویٰ کرتا ہوں کہ کوئی دیانتدار آدمی اس حقیقت کو جھٹلا نہیں سکتا کہ مسلمانانِ ہند ہندوؤں سے قطعی طور پر ایک جداگانہ قوم ہیں اور وہ اپنے اس تشخص پر اصرار کرتے ہیں۔

پنجاب سٹوڈنٹس یونین کا خطبۂ صدارت — ۲ مارچ ۱۹۴۱ء

پچاس گنا زیادہ دلیر

فرض کیجئے کہ اس برطانوی پالیسی سے تنگ آ کر ہمارے غم و غصے کے کل یہ کہہ دوں کہ حکومت

سے تعاون کرو۔ تو یقین کیجئے کہ حکومت آج کل جس قدر مصیبت اکانگرس کے ہاتھوں بھگت رہی ہے، اس سے کم از کم پچاس گنا زیادہ اس کو ہمارے ہاتھوں بھگتنی پڑے گی۔ یہ بندوق اور تلوار کی بات نہیں ہے۔ مسلمان پچاس گنا زیادہ بہادر اور دلیر ہیں۔ میں ہندوؤں پر کوئی چوٹ نہیں کرتا۔ مسلمانوں کا مزاج اور طریقۂ تربیت ہی کچھ ایسا ہے۔

غیر ملکی نامہ نگاروں سے انٹرویو۔ ۱۳ ستمبر ۱۹۴۲ء

پہلے گھر کی حالت درست کرو

مجھے معلوم ہے کہ مسلمان دلیر اور بہادر ہیں، مگر یہ وقت ایسا ہے کہ انہیں اپنے گھر کی خبر لینی چاہئے۔ کیا تم نے اپنے گھر کی حالت درست کر لی ہے؟ اس سوال پر غور کیجئے اور خود اپنے دل سے پوچھئے کہ اس کا جواب کیا ہے؟ میں جہاں کہیں جاتا ہوں، یہی سنتا ہوں: "قائداعظم، ہم آپ کے حکم کے منتظر ہیں"۔ میں کہتا ہوں قائداعظم ہرگز ہرگز حکم دینے کے لئے تیار نہیں، جب تک اسے یہ یقین نہ ہو جائے کہ مسلمانوں کا جو خون بہے گا وہ رائیگاں نہ جائے گا۔ اگر میں یہ یقین کئے بغیر مسلمانوں کو حکم دے دوں تو میں جنرل نہیں ہوں گا بلکہ مجرم ہوں گا۔ اسی لئے میں تم سے کہتا ہوں پہلے اپنے گھر کی حالت درست کرو۔ کافی دیر ہو گئی ہے، مگر ابھی وقت ہاتھ سے نہیں گیا۔ بلند بانگ دعووں اور باتوں کی ضرورت نہیں ہے۔

برطانوی حکومت کو خدا حافظ

ہندوستان کبھی ایک نہیں رہا، ایک قوم نہیں رہا، ایک ملک نہیں رہا۔ پورے برصغیر پر کوئی

طاقت بزورِ شمشیر بھی ایک حکومت قائم نہیں کر سکی۔ یہ مختلف قوموں کا ایک ذیلی براعظم ہے۔ انگریز بھی پورے خطے کو اپنے زیرِ نگین نہ لا سکا۔ نظم و نسق کی یکسانیت خالص برطانوی پیداوار ہے اس ذیلی براعظم کی یہ حکومت جو ایک سو ساٹھ سال یا ایک سو پچاس سال سے قائم ہے، ایسی حکومت نہیں جو عوام کی منظوری سے قائم ہوئی ہو۔ اس کی منظوری عوام نے نہیں بلکہ برطانوی سنگینوں نے دی ہے۔ اب جبکہ عوام میں سیاسی شعور پیدا ہو چکا ہے، ہم آزادی چاہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اپنے ملک کے آپ مالک بنیں۔ اب ہم برطانوی حکومت کو خدا حافظ کہہ دینا چاہتے ہیں۔ ہمارے مطالبۂ پاکستان میں ہی ہندوستان کی آزادی اور خود مختاری مضمر ہے۔

(لیگ کونسل کے اجلاس میں تقریر - ۹ر نومبر ۱۹۴۲ء)

سیاسی خلفشار کی ذمہ دار، کانگریس

ہم کسی ایسے نظام کو قبول نہیں کر سکتے جس کا مطلب ہندوؤں کی آزادی، ہندو راج کا قیام اور مسلمانوں کی غلامی ہو، یعنی مسلم ہندوستان کی برطانوی راج سے ہندو راج کی طرف منتقلی — یہ کانگریس ہے جو تمام باشندگان ہند کی آزادی میں حائل ہے، وہ سارے خلفشار کی ذمہ دار ہے اس کی خواہش یہ ہے کہ یا تو سب کچھ اسے ملے یا کسی کو بھی کچھ نہ ملے، یہ ایک ایسا خواب ہے جو کبھی شرمندۂ تعبیر نہ ہوگا۔

(قوم کے نام پیغام — ۱۲ر اگست ۱۹۴۲ء)

اچھا لیڈر — اچھا جرنیل

مسلمانوں سے یہ امید نہیں رکھنی چاہئے کہ وہ غلامی کے لئے اپنا خون بہائیں گے۔ جب

تک میں زندہ ہوں، ہندوؤں کی غلامی کے لئے مسلمانوں کا ایک قطرۂ خون بھی ضائع نہ ہونے دوں گا۔ یہ فیصلہ کرنا لیڈر کا کام ہوتا ہے کہ اس کے پیروکس وقت اپنے مخالفوں پر چوٹ لگانے کے قابل بنیں گے۔ ایک اچھا جرنیل اس وقت تک حملہ نہیں کرتا جب تک اسے فتح کا یقین نہ ہو یا کم از کم اسے عزت مندانہ شکست کا یقین ضرور ہونا چاہیے۔ میں اس میں یقین نہیں رکھتا کہ پہلے لوگوں کو گالیاں کھانے اور جیل جانے پر آمادہ کروں اور اس کے بعد جیل سے معصومانہ انداز میں یہ اعلان کر دوں کہ اس معاملہ میں میرا کوئی ہاتھ نہیں اور جیل سے باہر آؤں تو لوگوں کی قربانیوں کا کریڈٹ حاصل کرنے کی کوشش کروں۔

صوبہ سرحد کے عوام سے خطاب — ۲۱ نومبر ۱۹۴۵ء

ہم غداروں کا مقابلہ کریں گے

برصغیر میں کسی ایک مجلس دستور ساز کے قیام پر ہم ہرگز رضامند نہیں ہو سکتے کیونکہ اس کے معنے یہ ہوں گے کہ ہم خود اپنی موت کے پروانے پر دستخط کر رہے ہیں۔ ہم اس قسم کے عارضی انتظام پر بھی غور کرنے کے لئے تیار نہیں جبتک پاکستان کی سکیم کو ایک لازمی شرط کی حیثیت سے منظور نہیں کر لیا جاتا۔ اگر کوئی عارضی نظام اور آئین ہم پر زبردستی نافذ کیا گیا تو ہمارے لئے اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہ ہو گا کہ ہم ہر ممکن طریقے سے اس کی مخالفت کریں۔ میں پورے اعتماد کے ساتھ آپ کی جانب سے یہ اعلان کرتا ہوں کہ ہم اپنی ہر متاع عزیز حتیٰ کہ سب کچھ قربان کر دینے پر تیار ہیں۔ لیکن نظام حکومت کے متعلق کسی ایسی تجویز کو جو ہماری رضامندی کے بغیر

مرتب کی گئی ہو، قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اگر ہمارے ساتھ کسی نے غداری کی تو ہم پورے عزم و دلیری سے اس کا مقابلہ کریں گے اور ہر ممکن طریقے سے مزاحمت کریں گے۔

صوبائی اور مرکزی اسمبلی کے مسلم ارکان سے خطاب
۷ اپریل ۱۹۴۶ء

ہم فتح یاب ہوں گے

میدانِ سیاست میں ہندو اور مسلمان کی جنگ جاری ہے۔ لوگ پوچھتے ہیں کامیاب کون ہوگا۔ علم غیب تو خدا کو ہے لیکن میں ایک مسلمان کی حیثیت سے پوری ذمہ داری کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں کہ اگر ہم قرآن پاک کو اپنا آخری اور قطعی رہبر سمجھ کر صبر و رضا کے طریقے پر کاربند ہو جائیں اور خدا پاک کے اس ارشاد کو فراموش نہ کریں کہ تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں تو ہمیں دنیا کی کوئی ایک طاقت یا کئی طاقتوں کا اتحاد بھی مغلوب نہیں کر سکتا۔ مجھے یقین ہے کہ ہم تعداد میں کم ہونے کے باوجود فتحیاب ہوں گے اور اسی طرح کامیاب و فتحیاب ہوں گے جس طرح مٹھی بھر مسلمانوں نے ایران و روم کی سلطنتوں کے تختے الٹ دیئے تھے۔

حیدر آباد دکن کے جلسہ عام سے خطاب۔ ۱۱ جولائی ۱۹۴۶ء

انشاء اللہ

میں بھی انسان ہوں۔ مجھ سے بھی غلطی ہو سکتی ہے۔ لہٰذا ہر شخص کو اختیار ہے کہ میرے کام کے بارے میں مشورے دے اور اس پر تنقید کرے۔ یقین کیجئے کہ ہر خط اور ہر تار جو مجھے بھیجا جاتا ہے میں خود پڑھتا ہوں۔ ایک ایک سطر پڑھتا ہوں اور میرا زیادہ تر وقت اسی میں گذرتا ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان

زبانی باتوں کی بجائے جو کچھ سوچے، محسوس کرے، مجھے لکھے، میں غور کروں گا۔ میں مسلمانوں کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر خدا نے میری مدد کی تو انشاء اللہ میں ان کو ان کی منزل کے قریب لے جاؤں گا۔

جلسہ عام دہلی ۶ نومبر ۱۹۴۶ء

ہم بہادر انسان ہیں

ہم اپنے دشمنوں کو معاف کر دینے والے بہادر، ایماندار اور سچے مسلمان ہیں۔ پاکستان میں غیر مسلم اپنی جان و مال اور عزت کی حفاظت خود مسلمانوں سے بڑھ کر پائیں گے۔ اگر مسلمانوں نے دامن صبر کو ہاتھ سے چھوڑ دیا اور اپنا توازن کھو دیا اور اسلام نے جو عدیم المثال سبق دنیا کو سکھایا ہے اسے بھلا دیا تو سمجھ لیجئے کہ آپ نے نہ صرف مطالبۂ پاکستان کو کھو دیا بلکہ ہندوستان میں وہ کشت و خون ہو گا جس سے ہماری آزادی کے دن دور ہو جائیں گے اور ہم اپنی غلامی کی بیڑیاں اپنے ہی ہاتھوں سے مضبوط کریں گے

قوم سے خطاب ۱۱ نومبر ۱۹۴۶ء

حصولِ پاکستان

زندگی اور موت کا لمحہ

دشمن چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں پھوٹ ڈالی جائے۔ یہ برطانوی حکومت کی وہی پرانی چالیں ہیں۔ کانگرسی اپنے آقاؤں کے نقشِ قدم پر چلتے ہیں۔ تم کہیں ان کی چالوں میں نہ آنا۔ مسلمانوں کے لئے یہ زندگی اور موت کا لمحہ ہے۔ مجھ سے یہ سن رکھئے، اگر مسلمانوں میں اتحاد نہ ہوا تو وہ کسی قیمت پر بھی تباہی سے نہیں بچ سکیں گے۔

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔ ۵ فروری ۱۹۳۸ء

اتحاد و اتفاق

اگر مسلمانوں کو اپنے عزائم اور مقاصد میں ناکامی ہوگی تو مسلمانوں ہی کی دغا بازی کے باعث ہوگی، جیسا کہ گزشتہ زمانے میں ہو چکا ہے۔ میں غداروں کا ذکر کرنا پسند نہیں کرتا۔ لیکن ہر انصاف پسند سچے مسلمان سے میری یہ درخواست ہے کہ اپنی جماعت کی فلاح

بہبود کی غرض سے متحد و متفق ہو کر ایک پلیٹ فارم پر آ کر اس کے پرچم کے نیچے کام شروع کر دے۔

سندھ مسلم لیگ کانفرنس، کراچی - ۹ر اکتوبر ۱۹۳۸ء

قوموں کی تقدیر کا فیصلہ

سروں کا گننا دراصل شماری، اچھی بات سہی - لیکن گنتی قوموں کی تقدیر کا فیصلہ نہیں کر سکتی - ابھی آپ کو قومیت اور قومی انفرادیت پیدا کرنی ہے - یہ بڑا کام ہے اور ابھی آپ نے اسے شروع ہی کیا ہے - تاہم مجھے کامیابی کی قوی امید ہے جو ترقی ہو چکی ہے وہ معجزے سے کم نہیں - مجھے خواب میں بھی یہ خیال نہ تھا کہ ہم ایسا حیرت انگیز مظاہرہ کر سکیں گے جو آج سامنے ہے لیکن اس کے باوجود ہنوز کام کا آغاز ہے۔

اجلاس مسلم لیگ پٹنہ - ۲۶ر دسمبر ۱۹۳۸ء

جب تک قالب میں روح ہے

کانگرس سراسر ہندو جماعت ہے - مسلمانوں نے ایک سے زیادہ مرتبہ کانگرس کو یہ جتا دیا ہے کہ ان کی آئندہ تقدیر کا دار و مدار حکومت اور ملک کے انتظام، ان کے سیاسی حقوق کے حصول اور قومی زندگی میں جائز حصہ حاصل ہونے پر ہے اور اس کے لئے وہ اس وقت تک برسرِ پیکار رہیں گے - جب تک مسلمانوں کے قالب میں روح ہے تو کانگرس کا غلام بننا ہرگز ہرگز گوارا نہ کریں گے۔

۴ر جنوری ۱۹۳۹ء

انگریز اور ہندوستان

میں تمہیں بتائے دیتا ہوں ــــــ تم دونوں کو کہ تم تنہا یا تم دونوں متحد ہو کر بھی، ہماری روح کو فنا کرنے میں کبھی کامیاب نہ ہو سکو گے۔ تم اس تہذیب کو کبھی مٹا نہ سکو گے، اس اسلامی تہذیب کو، جو ہمیں ورثے میں ملی ہے۔ ہمارا نورِ ایمان زندہ ہے، ہمیشہ زندہ رہا ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔ بے شک تم ہمیں مغلوب کرو، ہم پر ظلم و ستم کرو۔ ہمارے ساتھ بُرا سلوک روا رکھو، لیکن ہم ایک نتیجے پر پہنچ چکے ہیں اور ہم نے یہ کڑا فیصلہ کر لیا ہے کہ اگر مرنا ہی ہے تو لڑ کر مریں گے۔

مرکزی اسمبلی میں تقریر۔ ۲۲ مارچ ۱۹۳۹ء

بہتر سیاسی دماغ

مجھے یقین ہے کہ مسلمان کسی دوسرے فرقے کی نسبت بہتر سیاسی دماغ رکھتے ہیں۔ سیاسی شعور مسلمانوں کے خون میں ملا ہوا ان کی رگوں میں دوڑ رہا ہے اور اسلام کی عظمت ان کے دلوں میں دھڑک رہی ہے۔

طلبائے عربک کالج، دھلی ــــــ ۱۹۳۹ء

ہم دونوں سے بیزار ہیں

برطانیہ، ہندوستان پر حکومت کرنا چاہتا ہے۔ گاندھی جی مسلم ہندوستان پر حکومت کرنا چاہتے ہیں ہم کہتے ہیں کہ ہم دونوں کو اپنے پر حکومت نہ کرنے دیں گے۔ خواہ دونوں تنہا یا متحد ہو کر کوشش کر دیکھیں۔ ساری دنیا مان چکی ہے اور حکومت برطانیہ بھی یہ تسلیم کر چکی ہے کہ مسلم لیگ ہی مسلم ہندوستان

کی جائز اور نمائندہ جماعت ہے، لیکن تاحال سیوگاؤں میں روشنی طلوع نہیں ہوئی اور ابھی تک گاندھی جی اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مار رہے ہیں۔

طلبائے عربک کالج، دہلی ۱۹۳۹ء

گولیوں کی بوچھاڑ کے آگے

میں جب محسوس کروں گا کہ میرے فیصلے پر عمل کرنے کے لئے صرف چند لوگ ہی نہیں بلکہ سارے مسلمان دل و جان سے تیار ہیں تو پھر میں بڑی خوشی سے آگے بڑھنے کا اعلان کروں گا۔ اگر ایسا ہو گیا تو میں گولیوں کی بوچھاڑ کے سامنے بھی سینہ تان کر کھڑا ہو سکتا ہوں لیکن آگے بڑھنے سے پہلے پوری طرح اطمینان ضروری ہے۔

اینگلو عربک کالج دہلی ۱۹۳۹ء

میں بخوبی آگاہ ہوں

ہم نے قطعی طور پر اور ہمیشہ کے لئے پاکستان کو اپنی منزلِ مقصود بنا لیا ہے اور ہم اس کے لئے لڑنے مرنے کو تیار ہیں۔ ہم تعداد میں کم ہو سکتے ہیں۔ کم ہیں۔ مگر یہ کہنے کی جرأت کرتا ہوں کہ ہم مسلمان اگر چاہیں اور ارادہ کر لیں تو انگریز کو کانگرس سے سوگنا زیادہ تکلیف دے سکتے ہیں۔ آپ اس حقیقت سے بے خبر ہوں تو ہوں، مگر میں بخوبی آگاہ ہوں۔ میں نے یہ بات دھمکی کے لئے نہیں محض آپ کی آگاہی کے لئے کہی ہے۔

مرکزی اسمبلی۔ ۱۹ر نومبر ۱۹۴۰ء

ہمارا منشور — پاکستان

ہم نے اپنا منشور طے کر لیا ہے اور وہ ہے پاکستان۔ اپنے اس منشور کے بارے میں ہم یہ واضح کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ ضرورت پڑی تو اس کے حصول کے لئے ہم اپنا سب کچھ قربان کر دیں گے۔ ہمارے مخالفین اپنے دل و دماغ سے یہ خیال نکال دیں کہ یہ سودا بازی کا کوئی نعرہ یا محض کوئی جذباتی نعرہ ہے۔

طلبائے علی گڑھ سے خطاب — نومبر ۱۹۴۲ء

ایک تمنّا

ہم منزل کے قریب پہنچ چکے ہیں، میں بوڑھا ہو گیا ہوں، لیکن میری روح آپ کی طرح جوان ہے۔ میری زندگی کی یہ انتہائی تمنّا ہے کہ مسلمانانِ ہند، جو عدیم النظیر روایات کے حامل ہیں، جن کا ماضی درخشاں ہے، میں اُن کا مستقبل بھی درخشاں دیکھ سکوں۔ میرا جی چاہتا ہے، اور خدا سے میری دعا ہے کہ میں اپنی زندگی میں پاکستان کا قیام دیکھ سکوں۔ میری آنکھیں مسلمانوں کو ہندوستان میں ایک قوم کی طرح سربلند، ظفریاب اور کامیاب دیکھ سکیں۔ اس کے بعد اگر مجھے موت آ جائے تو میں خوشی خوشی اپنی جان، جان آفریں کے سپرد کر دوں گا۔ میری روح کو تسکین اور اطمینان ہو گا۔

کوئی قوم ہوا میں نہیں بستی

ایک قوم کے لئے ایک وطن یا مملکت بھی لازم ہے۔ اپنے آپ کو ایک قوم قرار دینے سے کچھ حاصل نہ ہو گا۔ کوئی قوم ہوا میں نہیں بستی، وہ زمین پر زندگی بسر کرتی ہے۔ اس کے لئے ضروری

ہے کہ کسی زمین یا مملکت کی حاکم ہو، اس کے قبضے میں ایک خود مختار ریاست یا علاقہ ہونا چاہئے۔

تقسیم سے انکار کیوں؟

اکثر اوقات ایک مشترک خاندان میں دو بھائیوں کے لئے مل کر رہنا ناممکن ہو جاتا ہے اور ان کی علیحدگی ہی سے ان کے مابین امن و سکون اور بہتر روابط قائم ہوتے ہیں۔ پھر ہندوستان کی تقسیم سے انکار کیوں کیا جائے؛ جبکہ وہ جانتے ہیں اور انہیں کامل یقین ہے کہ تہذیب، مذہب اور معاشرتی زندگی کے مہلک اختلافات اور چشمک کے مدنظر جو ایک ہی خاندان کے دو بھائیوں سے کہیں زیادہ ہیں، وہ آپس میں امن چین سے نہیں رہ سکتے۔

مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن احمد آباد سے خطاب ــ ۲۸ دسمبر ۱۹۴۰ء

ہم اقلیت نہیں

یہ بات بالکل واضح اور صاف ہے اور دن کے اجالے کی طرح عیاں کہ ہم اقلیت نہیں ہیں ہم ایک قوم ہیں۔ اور ایک قوم کو رہنے کے لئے ایک علاقہ چاہئے۔ محض یہ کہنے کا آخر فائدہ ہی کیا ہے کہ ہم ایک قوم ہیں؟ قوم خلا میں نہیں رہ سکتی۔ وہ زمین پر رہتی ہے اور اس زمین پر اس کی حکمرانی ہونی چاہئے۔ قوم کو مخصوص علاقے میں آزاد مملکت چاہئے اور ہم یہی تو حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن ۔ ۲ مارچ ۱۹۴۱ء

پاکستان — برصغیر کی سرحدوں کا محافظ

اسلامی ہند اس ملک کی سرحدوں کا محافظ ثابت ہوگا۔ کیا آپ ایک لمحہ کے لئے بھی خیال کرسکتے ہیں کہ افغانستان اپنے اندر ایران کی حکومت تسلیم کرے گا، یا افغانستان اور ایران دونوں اپنے ملک میں ٹرکی کی بادشاہت تسلیم کرلیں گے ؟ کیا آپ ایک لمحہ کے لئے بھی تصور کرسکتے ہیں کہ عرب جیسے چھوٹے سے براعظم میں جہاں یمن، سعودی عرب، عراق اور اردن وغیرہ کی کتنی ہی خود مختار مملکتیں ہیں، کوئی آزاد حکومت اپنی خود مختاری سے کسی دوسرے کے حق میں دستبردار ہو جائے گی ؟ جب یہ نہیں ہو سکتا تو پھر آپ یہ بات کیوں فرض کرلیتے ہیں کہ جب مسلمان برصغیر کے ایک حصہ میں اپنی آزاد خود مختار حکومت قائم کرلیں گے تو وہ کسی غیر حکومت کو اس امر کی دعوت دیں گے کہ آئیے اور ہم پر حکومت کیجئے کیونکہ جب تک کوئی دوسرا ہماری مملکت کا حاکم نہیں بنے گا، اس وقت تک ہندوؤں کے ہندوستان کا رخ نہیں کرسکتا۔

پنجاب سٹوڈنٹس فیڈریشن کا خطبۂ صدارت - ۲ مارچ ۱۹۴۱ء

تقسیم - صرف ایک حل

اسلامیانِ ہند کے لئے یہی ایک حل ہے جو آزمائش، تجربہ اور وقت کی کسوٹی پر پورا اترتا ہے کہ ہندوستان تقسیم کر دیا جائے تاکہ دونوں فرقے اقتصادی، معاشرتی، سیاسی اور تمدنی لحاظ سے اپنی اپنی قومی روایات اور خدائی عطیات کے مطابق نشوونما پائیں۔ ہماری جدوجہد کا مقصد ان مفید مواقع کا حصول ہے جو ان امور کے لئے ضروری ہیں اور دوسرا یہ کہ مسلمان اپنے قومی

ارادوں کو عملی جامہ پہنا سکیں ۔ یہ زندگی اور موت کا معرکہ ہے اور ہماری کوشش صرف اس لئے نہیں کہ مادی فوائد حاصل ہوں بلکہ ہم تو مسلمانوں کی بقائے روح کے لئے پاکستان چاہتے ہیں ۔ کسی سودا بازی سے کوئی واسطہ نہیں، ہماری حیات و ممات کا مسئلہ ہے ہمیں اس حقیقت کا پورا پورا احساس ہے ۔ اگر ہم شکست کھائیں گے تو سب کچھ کھو بیٹھیں گے ۔ آیئے اس مشہور ضرب المثل کو اپنا نصب العین ٹھہرائیں ۔ جب آدمی سرمایہ کھو دے تو کچھ نہیں کھوتا، حوصلہ کھو دے تو کچھ کھو دیتا ہے، آبرو کھو دے تو تقریباً بہت کچھ کھو دیتا ہے لیکن اگر روح کھو دے تو سب ہی کچھ کھو دیتا ہے ۔

پنجاب سٹوڈنٹس فیڈریشن کا خطبہ صدارت ۔ ۲ مارچ ۱۹۴۱ء

ایک واقعہ ۔ ایک سبق

حال ہی میں بمبئی میں ساحلِ سمندر پر ایک پیراکی کے تالاب کا افتتاح ہوا جو صرف ہندوؤں کے لئے مخصوص ہے ۔ وہ مسلمانوں کے ساتھ سمندر میں بھی تیرنے کو تیار نہیں ہیں ۔ میں نہیں چاہتا کہ ہندوؤں کے جذبات کا مضحکہ اڑاؤں، میں ہر شخص کے مذہبی جذبات کا احترام کرتا ہوں ۔ اس واقعہ کا حوالہ صرف اس لئے دیا ہے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں کسقدر اختلاف موجود ہے ۔

طلبا مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے خطاب ۔ ۱۰ مارچ ۱۹۴۱ء

پاکستان صدیوں سے قائم ہے

برصغیر کی تقسیم کو سمجھنے کے لئے کسی بڑے فلسفے یا ماہرِ آئین کے دلائل کی ضرورت نہیں ۔

ہندو اور ان کے ادارے اس تجویز کی معقولیت پر غور کئے بغیر آپے سے باہر ہو گئے ہیں جیسے یہ کوئی ہوا ہے یا کوئی خطرناک جانور ——— حقیقت یہ ہے کہ پاکستان اس برصغیر میں صدیوں سے موجود ہے، آج بھی ہے اور قیامت تک رہے گا ——— یہ ہم سے چھین لیا گیا تھا جو اب ہمیں واپس لینا ہے۔ ہندوؤں کو یہ حق کس نے دیا ہے کہ جو کچھ ہمارا ہے ہمیں اس کے حصول سے روک سکیں۔ ہمارا مطالبہ یہی ہے ناکہ واضح مسلم اکثریتی صوبوں کو حدود کے تعین کے ساتھ ہم ایک خود مختار ریاست بنانا چاہتے ہیں۔ اس میں دراصل ہندوؤں ہی کا فائدہ ہے کیونکہ تقسیم کی تجویز کے تحت دو تہائی ہندوستان ہندوؤں کو ملے گا جہاں وہ اپنی ریاستیں قائم کر سکیں گے۔ انہیں اپنے حصے پر قناعت کرنی چاہیے اس لئے کہ پورا ہندوستان انہیں کبھی نہیں مل سکتا۔

طلبا مسلم یونیورسٹی علیگڑھ سے خطاب ——— ۱۰ مارچ ۱۹۴۱ء

محض نعرے نہیں

یہ کوئی معمولی کام نہیں ہے۔ یہ سلطنت مغلیہ کے زوال سے لے کر اب تک سب سے بڑا کام ہے جو آپ نے اپنے ذمہ لیا ہے۔ اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ منزل تک پہنچنے کے لئے تمام وسائل کو کام میں لانا پڑے گا، ہر ممکن طریقے سے مکمل تیاری کرنی پڑے گی۔ میں آپ سے کہوں گا کہ جذبات کے دھارے پر نہ بہہ جائیے، محض نعروں کی لپیٹ میں نہ آیئے۔

پنجاب سٹوڈنٹس فیڈریشن لاہور، ۲۰ مارچ ۱۹۴۱ء

کام، کام اور کام

میں آپ کو مصروفِ عمل ہونے کی تاکید کرتا ہوں۔ کام، کام اور بس کام۔ سکونِ خاطر صبر و برداشت اور انکساری کے ساتھ اپنی قوم کی سچی خدمت کرتے جائیے۔

آل انڈیا مسلم سٹوڈنٹس کانفرنس جالندھر ۱۵ر نومبر ۱۹۴۲ء

جب پہلا ہندو مسلمان ہوا

پاکستان اسی دن وجود میں آگیا تھا جب پہلا ہندو مسلمان ہوا تھا۔ یہ اس زمانے کی بات ہے جب یہاں مسلمانوں کی حکومت بھی قائم نہیں ہوئی تھی۔ مسلمانوں کی قومیت کی بنیاد کلمۂ توحید ہے، وطن نہیں اور نہ ہی نسل۔ ہندوستان کا جب پہلا فرد مسلمان ہوا تو وہ پہلی قوم کا فرد نہیں رہا۔ وہ ایک جداگانہ قوم کا فرد ہو گیا۔ ہندوستان میں ایک نئی قوم وجود میں آگئی۔

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ — ۸ر مارچ ۱۹۴۴ء

ایک سیاسی فریب

اکھنڈ بھارت یا متحدہ ہندوستان کا نعرہ ایک سیاسی فریب ہے۔ ہندوستان کبھی ایک نہیں رہا، کبھی ایک قوم نہیں رہا، ایک ملک نہیں رہا اور نہ کبھی کوئی ایک طاقت اس پر حکومت قائم رکھ سکی۔ یہ سرزمین مختلف عقائد، مختلف نظریات اور مختلف اقوام اور ملتوں کا ایک ذیلی براعظم ہے۔ انتہا یہ ہے کہ برطانوی اقتدار جو اس ملک میں آج حکمرانی کر رہا ہے، وہ بھی پورے ہندوستان

کا حکمران نہیں ہے۔ پورا ملک بڑی بڑی ریاستوں میں منقسم ہے۔ نظم ونسق کی یکسانیت برطانوی دور اقتدار کی پیداوار ہے جس کی عمر ایک سو پچاس یا ایک سو ساٹھ سال سے زیادہ نہیں ہے۔ اور پھر یہ حکومت تو عوام کی نمائندہ حکومت بھی نہیں ہے۔

مسلم لیگ کونسل سے خطاب - ۹ر نومبر ۱۹۴۴ء

ہر دو لعنت

ہمارا کوئی دوست نہیں ہے۔ ہمیں نہ انگریز پر بھروسہ ہے، نہ ہندو بنئے پر۔ ہم دونوں کے خلاف جنگ کریں گے خواہ وہ آپس میں متحد کیوں نہ ہو جائیں۔

اجلاس عام پشاور ـــ ۲ر نومبر ۱۹۴۵ء

پاکستان کا پرچم

مسلمان ایک خدا، ایک کتاب اور ایک رسول پر یقین رکھتے ہیں۔ مسلم لیگ کی کوشش یہ ہے کہ ان کو ایک پلیٹ فارم پر ایک پرچم تلے جمع کیا جائے یہ پرچم پاکستان کا پرچم ہے۔

مسلم لیگ کانفرنس، پشاور۔ ۲۱ر نومبر ۱۹۴۵ء

اتحاد ـــ ایک ہی شرط

پوری دنیا میں کوئی ایسی طاقت اور حکومت نہیں جو ہم کو اپنے عزیز ترین نصب العین، پاکستان کے حصول سے باز رکھ سکے لیکن اس کے لئے ایک شرط ہے اور وہ شرط ہے ـــ اتحاد، مجھے یقین ہے کہ ہم یکے بعد دیگرے فتح و کامرانی حاصل کرتے ہوئے

آگے بڑھتے رہیں گے اور بالآخر پاکستان حاصل کر کے رہیں گے۔

صوبائی اور مرکزی اسمبلی کے مسلم ارکان سے خطاب — ۷ راپریل ۱۹۴۶ء

سیاسی قوت کے بغیر مذہب کی حفاظت ممکن نہیں

ہمارا مقصد تنگ نظری یا تعصب نہیں۔ ہم کسی ایسی مملکت کا قیام نہیں چاہتے جو تنگ نظری اور مذہبی تعصب پر قائم ہو۔ مذہب ہمیں انتہائی محبوب ہے۔ مذہب کے مقابلے میں دنیا کی تمام دوسری چیزیں ہمارے نزدیک کوئی حیثیت نہیں رکھتیں لیکن بعض دوسرے امور بھی ہیں جو ملی زندگی کے لئے اہم اور ناگزیر ہیں۔ مجلسی اور اقتصادی زندگی بھی کسی قوم کے لئے ضروری ہوتی ہے۔ سیاسی قوت کے بغیر آپ اپنے مذہب کی حفاظت نہیں کر سکتے اور نہ ہی اس کے بغیر اقتصادی زندگی کا تحفظ ہی ممکن ہے۔ صوبائی اور مرکزی اسمبلی کے مسلم ارکان سے خطاب دہلی۔ ۷ راپریل ۱۹۴۶ء

مسلمانوں کے پاس سب کچھ ہے۔

ہم مسلمانوں کو خدا کے فضل سے بہت سی چیزیں حاصل ہیں۔ ہمارے پاس دماغ، فہم ادراک، قابلیت اور ہمت سبھی کچھ موجود ہیں اور یہی وہ خصوصیات ہیں جو قوموں کے لئے ضروری ہوتی ہیں۔ لیکن ہماری راہ میں کچھ دشواریاں حائل ہیں۔ میں چاہتا ہوں آپ اپنی تمام توجہات ان کی جانب مرکوز کریں۔ ہم ڈیڑھ صدی سے غیر ملکی اقتدار اور ہندو ملے کی مصیبت میں مبتلا ہیں۔ انگریز اور ہندو کے اس اتحاد نے ہماری حالت پر نقصان دہ اثر ڈالا ہے جس سے ہماری تمام جبلّی صلاحیتوں کو نقصان پہنچا ہے۔ صوبائی اور مرکزی اسمبلی کے مسلم ارکان سے خطاب۔ ۷ راپریل ۱۹۴۶ء

عزتِ نفس، عزم اور دیانت

کردار کسے کہتے ہیں۔ کردار کا مطلب ہے عزتِ نفس، عزم، دیانت اور ارادے کی پختگی، ان تمام خصوصیات کا موجود ہونا کردار کی بلندی ہے۔ قوم کے اجتماعی مفاد کے لئے افراد کا اپنے آپ کو قربان کر دینے کے لئے ہر وقت تیار رہنا ہی مثالی کردار کہا جا سکتا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ حالات کی ناسازگاری کے باوجود ہم نے حیرت انگیز ترقی کی ہے۔ ہم نے گذشتہ پانچ سال میں معجزانہ طور پر کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ جب میں اپنی قوم کی اس حیرت انگیز ترقی کا خیال کرتا ہوں تو مجھے یہ سب کچھ ایک خواب نظر آتا ہے۔ ملت کتنی تیزی کے ساتھ اپنے کردار کی تاریخی عظمت تک پہنچنے کی کوشش کر رہی ہے۔ مرد، عورت، سب کے سوچنے اور عمل کرنے کا انداز بدل چکا ہے اور یہ ہمارے روشن مستقبل کی علامت ہے۔ صوبائی اور مرکزی اسمبلی کے مسلم ارکان سے خطاب دہلی ۷۔ اپریل ۱۹۴۶ء

مردوں اور عورتوں کی یکساں ترقی

مسرت کی بات ہے کہ مسلمان خواتین میں بھی تبدیلی آ رہی ہے۔ یہ تبدیلی بے حد اہمیت رکھتی ہے۔ دنیا کی کوئی قوم اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتی جب تک اس قوم کے مردوں کے ساتھ عورتیں بھی دوش بدوش آگے نہ بڑھیں۔ صوبائی اور مرکزی اسمبلی کے مسلم ارکان سے خطاب ۔ ۷۔ اپریل ۱۹۴۶ء

درخشندہ ماضی ۔ تاریخی روایات

میں مسلمانوں سے التجا کروں گا کہ وہ ایک منظم، باعظمت، باوقار اور تربیت یافتہ

قوم کی طرح اپنی تمام قوتوں کو ایک مرکز پر مجتمع کریں. مصیبتیں جھیل کر اور قربانیاں دے کر اپنے راستے سے تمام رکاوٹیں دُور کریں۔ اس کے سوا آزادی کی اور کوئی شاہراہ نہیں ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تمام مسلمانانِ ہند مرد، عورتیں، بوڑھے، جوان اور بچے تربیت یافتہ سپاہی کی طرح پوری مستعدی کے ساتھ زندگی کے تمام تعلیمی، معاشرتی، سیاسی اور اقتصادی شعبوں میں کام کرنے کا عہد کریں تاکہ دس کروڑ مسلمانوں کی اس زندۂ جاوید قوم کو اپنے درخشندہ ماضی اور تاریخی روایات کے مطابق عظمت و سربلندی حاصل ہو۔

پیامِ عید - ۲۹ اگست ۱۹۴۶ء

عزمِ صمیم

ہمارے راستے میں کوئی چیز مزاحم نہیں ہو سکتی اور نہ کوئی چیز ہمیں اپنے نصب العین سے منحرف کر سکتی ہے۔ ہم تمام رکاوٹوں کا مقابلہ کریں گے، مصائب جھیلیں گے یہاں تک کہ آگ کے شعلوں کو بھی پار کر کے آگے نکل جائیں گے۔ راستے میں ہمیں ناکامیوں سے دوچار ہونا پڑے گا ہمیں نقصان بھی برداشت کرنا پڑے گا لیکن کوئی چیز ہمارے راستے میں حائل نہ ہوگی۔ کوئی چیز ہمیں مغلوب نہیں کر سکے گی..... ہمارے مطالبات حق و انصاف پر مبنی ہیں۔ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ دس کروڑ مسلمانوں کی زندۂ جاوید قوم مٹائی نہیں جا سکتی۔ خواہ ہمیں کتنی ہی مصیبتوں اور آزمائشوں سے گزرنا پڑے ہم پاکستان لے کر رہیں گے۔ پاکستان کے بغیر مسلمانانِ ہند تباہ و برباد ہو جائیں گے۔

جشنِ عید، قیصر باغ بمبئی - ۳۰ اگست ۱۹۴۶ء

ہم پسند نہیں کرتے

ہم ایسے پاکستان کے قیام کو پسند نہیں کرتے جو تنگ نظری، علاقائی ولسانی تعصب اور مفاد پرستی کا مرکز بن جائے۔ مذہب ہمارا ایمان ہے اور اس کے مقابلے میں ہم تمام دنیوی چیزیں ہیچ سمجھتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ہمیں وقت کے تقاضوں کو بھی پورا کرنا ہوگا۔ ہمیں ایک مجلسی نظام سے بھی وابستہ رہنا ہوگا۔ عالمی سیاسیات کے پیچ وخم سے بے بہرہ رہ کر ہم نہ تو اپنے عقیدے اور مسلک کی حفاظت کر سکتے ہیں اور نہ ہی پاکستان کی سرزمین کی۔

صوبائی ومرکزی اسمبلی کے مسلم ممبران سے خطاب، ۱۰ اپریل ۱۹۴۶ء

پاکستان — قیام اور تعمیر

پاکستان کی کہانی

پاکستان کی کہانی اور اس کے حاصل کرنے کی جدوجہد بلند انسانی مقاصد کی کہانی ہے، جو مخالفتوں اور مشکلات کے باوجود زندہ رہنے پر اڑے رہے۔ انسانی اخوت، مساوات اور بھائی چارہ، یہی وہ چیزیں ہیں جو ہماری تہذیب، تمدن اور مذہب کی بنیاد ہیں اور پاکستان کے لئے جدوجہد ہم نے اسی غرض سے کی تھی کہ ہمیں یہ خطرہ تھا کہ شاید یہ انسانی حقوق اس برصغیر میں حاصل نہ ہو سکیں۔ ہم نے اس بلند مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش اس لئے کی کہ صدیوں سے یہاں غیر ملکی حکمرانوں کے ساتھ ساتھ ایک ایسے سماج کا قبضہ تھا جس کی بنیاد ذات پات اور چھوت چھات پر ہے۔ یہ قبضہ دو سو برس سے زیادہ مدت سے چلا آرہا تھا۔ یہاں تک کہ ہم نے محسوس کیا کہ اس کا آخری نتیجہ یہ ہوگا کہ مسلمان انفرادی طور پر انسانوں کی حیثیت سے اور اجتماعی طور پر ایک قوم کی حیثیت سے مٹ جائیں گے

ہم نے پاکستان کا مطالبہ کیا، اس کے لئے جدوجہد کی اور اسے حاصل کیا تاکہ ہم جسمانی اور روحانی طور پر آزاد رہیں اور اپنے کاموں کو اپنی روایات اور قومی فطرت کے مطابق چلا سکیں۔

چاٹگانگ کے استقبالیہ سے خطاب - ۲۶ مارچ ۱۹۴۸ء

آخری حل

جوں جوں زمانہ گزرتا جائے گا عملی تجربہ سے یہ بات واضح ہوتی جائے گی کہ ہندوستان کے آئینی مسئلہ کا حل سوائے تقسیم کے اور کچھ نہ تھا۔ متحدہ ہندوستان کا تخیل ہرگز قابل عمل نہ ہوتا اور میری رائے میں وہ ہمیں زبردست تباہی کی طرف لے جاتا۔

خطبۂ صدارت مجلس دستور ساز ۱۱ اگست ۱۹۴۷ء

عدیم المثال انقلاب

اس برصغیر میں دو آزاد اور خود مختار مملکتوں کے قیام کے منصوبے سے جو عدیم المثال طوفان آیا ہے۔ اس پر ہم خود ہی حیران نہیں، بلکہ ساری دنیا ششدر رہ گئی ہے۔ یہ تو خیر ایک سو فیصدی حقیقت ہے کہ یہ واقعہ عدیم المثال ہے۔ دنیا کی تاریخ میں اس جیسا اور کوئی واقعہ نہیں ہوا۔ برصغیر اور اس کی مختلف قومیتوں کے باشندے آج ایک ایسے منصوبے کے تحت آ گئے ہیں جس کی نظیر انسانی تاریخ میں نہیں ملتی اور اس انقلاب کا سب سے اہم

پہلو یہ ہے کہ یہ پُرامن طور پر ہوا ہے اور انتہائی بااصول ارتقا کے ذریعے"۔

پاکستان دستور ساز اسمبلی سے خطاب ۔ ۱۱ اگست، ۱۹۴۷ء

ماضی کو فراموش کر دیجئے

اگر آپ مل جل کر اس جذبے کے تحت کام کریں کہ ہر شخص خواہ وہ کسی فرقے سے تعلق رکھتا ہو، ماضی میں آپکے تعلقات ایک دوسرے سے خواہ کیسے ہی رہے ہوں۔ اس کا رنگ، نسل، مذہب کچھ ہی ہو۔ اول اور آخر اسی مملکت کا شہری ہے۔ اس کے حقوق، مراعات اور فرائض مساوی و یکساں ہیں تو ہم بے حد ترقی کر جائیں گے۔ ہمیں اس جذبہ کے تحت کام کرنا شروع کر دینا چاہئے۔ پھر رفتہ رفتہ اکثریت اور اقلیت کے مسلمان فرقے اور ہندو فرقے کے تمام اختلافات مٹ جائیں گے۔

دستور ساز اسمبلی پاکستان سے خطاب ۔ ۱۱ اگست، ۱۹۴۷ء

قابلِ احترام دور کا آغاز

مسلمانانِ ہند نے دنیا کو دکھا دیا ہے کہ وہ ایک متحدہ قوم ہیں۔ ان کا نصب العین صحیح اور مبنی بر انصاف ہے۔ آیئے اس نعمت کے لئے ہم عاجزی اور انکساری سے خدا تعالیٰ کا شکر بجا لائیں اور دعا کریں کہ وہ ہمیں اس نعمت کے لائق بنا دے۔ آج کے دن ہماری قومی تاریخ کا زہریلا دور ختم ہو رہا ہے اور ایک نئے اور قابلِ احترام دور کا آغاز ہو رہا ہے۔

۱۴ اگست ۱۹۴۷ء

شاندار اور روشن اصول

ہم پاکستان کی تمام اقوام کی مسرتوں کے لئے پوری کوشش کریں گے۔ شہنشاہ اکبر کی رواداری کوئی بہت پرانا قصہ نہیں ہے۔ ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا برتاؤ یہودیوں اور عیسائیوں پر فتح حاصل کرنے کے بعد رواداری کا اعلیٰ ترین نمونہ تھا۔ مسلمانوں کی تاریخ ان شاندار اور روشن اصولوں سے بھری پڑی ہے ہمیں ان ہی روشن اصولوں پر عمل کرنا ہے۔

دستور ساز اسمبلی پاکستان سے خطاب - ۱۴ اگست، ۴۷ء

عزم اور عمل

پاکستان کی آزاد اور خود مختار مملکت وجود میں آگئی جس سے مسلمان قوم کی وہ آرزو پوری ہو گئی ہے جس کے لئے اس نے مسلسل تگ و دو کی تھی اور لاتعداد قربانیاں دی تھیں۔ اس نئی مملکت کے وجود میں آنے کے بعد ہماری ذمہ داریاں بہت بڑھ گئی ہیں۔ ہمیں اب یہ بات ثابت کرنا ہے کہ ہم مختلف خصوصیات رکھتے ہوئے بھی ایک ہی قوم ہیں۔ ہم میں ذات پات کی کوئی تفریق نہیں ہم ایک دوسرے سے مل کر خلوص اور امن کے ساتھ رہ سکتے ہیں اور ملک کی خوشحالی کے لئے متحد جدوجہد کرنے کے اہل ہیں۔ ہم اپنے قول اور نظریات پر پابندی سے عمل کریں گے اور دکھادیں گے کہ اقلیتوں کے ساتھ کیسا شریفانہ برتاؤ کیا جاتا ہے۔

پاکستان کے محکمہ نشریات کی رسم افتتاح پر تقریر ۱۵ اگست، ۴۷ء

اللہ، تیرا شکر ہے!

ہندوستان کے مسلمانوں نے دنیا کو دکھا دیا ہے کہ مسلمان ایک متحدہ قوم ہیں۔ وہ راستی پر تھے اور اللہ نے ان کے لئے کامیابی کی راہیں استوار کر دیں۔ آج ہم اللہ تعالٰے کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے اپنے فضل وکرم سے ہمیں پاکستان حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ خدائے قدیر ہمیں قدیم تاریخ زندہ کرنے اور پاکستان کو ایک قوم بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

تقریر ــــــ ۱۵ راگست ۱۹۴۷ء

حصولِ پاکستان کے بعد تعمیرِ پاکستان

ہم نے پاکستان حاصل کر لیا ہے لیکن یہ ہمارے مقصد کی صرف ابتدا ہے۔ ابھی ہم پر بڑی ذمہ داریاں ہیں۔ حصولِ پاکستان کے مقابلے میں اس ملک کی تعمیر پر کہیں زیادہ کوششیں صرف کرنی ہیں اور اس کے لئے قربانیاں بھی دینی ہیں۔

وہ جنہوں نے قربانیاں دیں

ہم اپنے ان بہن بھائیوں کو نہیں بھلا سکتے جنہوں نے اپنا سب کچھ اس لئے قربان کر دیا کہ پاکستان قائم ہو جائے اور ہم یہاں رہ سکیں۔ خدا ان کی روحوں کو خوش رکھے۔ ہم کبھی ان کی یاد اپنے دلوں سے نہیں نکال سکتے۔ ہمارے بھائی جو اس وقت ہندوستان میں ہیں اور اقلیت میں ہیں، ہم انہیں یقین دلاتے ہیں کہ ہمارے دل کسی وقت بھی ان کی یاد سے غافل نہیں ہو سکتے ہم ان کی خوشی کے لئے ہر طرح کی جدوجہد کریں گے کیونکہ مسلمہ طور پر برصغیر کے اقلیتی صوبوں

کے مسلمانوں ہی نے آزادی کی مشعل کو روشن کیا اور حصول پاکستان کا پرچم بلند کیا ہے۔ میں اس بات کو کبھی فراموش نہیں کر سکتا اور مجھے امید ہے کہ پاکستان میں مسلمانوں کے تمام صوبے بھی یہ امر ہمیشہ اپنے ذہن میں تازہ رکھیں گے کہ ہماری تاریخی جدوجہد میں اقلیتی صوبوں کے مسلمان ہی آزادی کے علمبردار تھے اور انہیں کی بدولت آج پاکستان حقیقت بن گیا ہے۔

قوم کے نام خطاب ۔ ۱۸؍ اگست ۱۹۴۷ء

پاکستان، ایک اٹل حقیقت

ہمیں اپنے دشمنوں سے ہوشیار رہنا چاہئے جو ہر لحاظ سے اس مملکت کے وجود کو خطرے میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ احتیاط کا تقاضہ ہے کہ ہم ہر قسم کی انتقامی کارروائی سے گریز کریں کیونکہ ایسا کرنے سے ہندوستان کے مسلمانوں کی زندگی خطرے میں پڑ سکتی ہے۔ جو لوگ پاکستان کو مٹانے کا خواب دیکھ رہے ہیں وہ سخت غلط فہمی کا شکار ہیں۔ پاکستان کی جڑیں بڑی مضبوط اور گہری ہیں۔ آپ کا فرض ہے کہ اس مملکت کو زیادہ سے زیادہ مضبوط بنائیں کیونکہ یہ اسلامی ریاستوں میں سب سے بڑی ریاست ہے اور اسے اقوام عالم میں اعلیٰ مقام حاصل کرنا ہے۔

اخباری بیان ــــ ۲۴؍ اگست ۱۹۴۷ء

مملکت کی تعمیر کا فرض

ہندوستان ہمیشہ کے لئے تقسیم ہو چکا ہے۔ ہمیں احساس ہے کہ اس موقع پر ہمارے ساتھ بے انصافیاں بھی کی گئی ہیں۔ سب سے بڑی بے انصافی تو حد بندی کمیشن کے فیصلے سے ہوئی ہے۔ یہ فیصلہ نہ صرف انصاف کے بنیادی اصولوں کے خلاف ہے بلکہ مہمل اور عقل کے منافی بھی

ہے۔کہا یہ جاتا ہے کہ یہ فیصلہ قانون پر نہیں سیاست پر مبنی ہے۔ پھر بھی ہم اس کی مخالفت نہیں کریں گے کیونکہ ہم اس پر اپنی رضامندی دے چکے ہیں۔اب ہمیں اس مملکت کی تعمیر میں مصروف ہو جانا چاہئے جو دنیا میں سب سے بڑی اسلامی ریاست ہے اور خود مختار مملکتوں میں پانچویں نمبر پر ہے۔اب ہر مسلمان کے لئے فرض ہے خواہ وہ عورت ہو یا مرد، کہ وہ زیادہ سے زیادہ قربانی پیش کرے اور جانفشانی سے کام میں لگ جائے۔ ہمارے ملک میں قدرتی وسائل کافی مقدار میں موجود ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ان کو ترقی دے کر خاطر خواہ فائدے حاصل کریں۔

ریڈیو پاکستان لاہور سے تقریر — ۱۳؍ اگست ۱۹۴۷ء

اعتماد اور محنت

ایک دوسرے پر اعتماد کرو، ایک دوسرے سے تعاون کرو۔ پاکستان کو صحیح معنوں میں طاقتور بنانے کے لئے اگر ضرورت پڑے تو دن رات کام کرو۔ دن کو بھی اور رات کو بھی، دوگنی چوگنی محنت!

کراچی کلب ۔ ۹؍ اگست ۱۹۴۷ء

آزاد اور خود مختار

پاکستان کبھی بھی ہندوستان کے ساتھ ایک ہی مرکز کے تحت متحد ہونے کو تیار نہیں ہے اور اب تو پاکستان قائم ہو چکا ہے اور قائم رہے گا۔ البتہ دوسرے ملکوں کی طرح ہم ہندوستان سے معاہدے کرنے کو تیار ہیں لیکن یہ معاہدے اس بنیاد پر ہوں گے کہ ہندوستان اور پاکستان دونوں خود مختار اور آزاد مملکتیں ہیں۔ یاد رکھئے دو قومی نظریہ ایک نظریہ ہی نہیں ایک حقیقت بھی

ہے اور واقعات نے بھی اس کی تصدیق کر دی ہے کہ ہندوستان ایک ہندو ریاست ہے۔

رائٹر کے نمائندے کو انٹرویو - ۲۵ اکتوبر ۱۹۴۷ء

جذبہ، حوصلہ اور امید

میں آپ سے اپیل کرتا ہوں اور قوم کے نام پیغام دیتا ہوں کہ آپ اپنے میں جذبہ اور جوش و خروش پیدا کریں، اور حوصلے اور امید کے ساتھ اپنا کام کیے جائیں انشاءاللہ کامیابی ہماری ہے۔ کیا ہم مایوس ہو کر بیٹھ جائیں؟ ہرگز نہیں۔ اسلام کی تاریخ اولوالعزمی حوصلے اور مستقل مزاجی کی مثالوں سے بھری پڑی ہے۔ پس مشکلوں، رکاوٹوں اور مصیبتوں کے باوجود آگے بڑھتے جاؤ۔ مجھے یقین ہے کہ سات کروڑ کی ایسی متحدہ قوم جو عظیم ارادے کی مالک ہو، عظیم تہذیب رکھتی ہو، عظیم تاریخ کی مالک ہو، اسے کسی قسم کا خوف نہیں ہونا چاہیے۔ اب یہ آپ پر ہے کہ کام کریں، کام، کام اور کام۔ کامیابی ہمارا مقدر ہے اور اپنا یہ نعرہ کبھی نہ بھولیے۔ "اتحاد، ایمان، تنظیم"

نشریاتی تقریر۔ لاہور — ۳۰ اکتوبر ۱۹۴۷ء

ذہن اور قلم کی طاقت سے

یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ ہم نے پاکستان حاصل کر لیا ہے اور وہ بھی کسی خونیں جنگ کے بغیر۔ عملی طور پر امن کے ساتھ، اخلاقی اور ذہنی قوت کے بل پر اور قلم کی طاقت کی مدد سے جو تلوار کی طاقت سے کچھ کم نہیں ہے، اور یوں ہم نے ثابت کر دکھایا ہے کہ ہم سچے اور ہمارا مقصد

بھی سچا...... پاکستان اب ایک قطعی اور اٹل چیز ہے۔ اسے کبھی ختم نہیں کیا جا سکتا۔ یہ بھی کہ اس برصغیر کے انتہائی پیچیدہ آئینی مسئلے کا باعزت، منصفانہ اور عملی حل قیام پاکستان کے سوا کوئی نہ تھا۔

نشری بیان لاہور۔ ۳۰ر اکتوبر، ۴۷ء

ہم سچائی پر ہیں

اپنا فرض بجا لاتے رہو اور خدا پر بھروسہ رکھو۔ دنیا کی کوئی طاقت پاکستان کو ختم نہیں کر سکتی۔ یہ قائم رہنے کے لئے بنا ہے۔ ہمارے اقدامات اور کارنامے دنیا پر ثابت کر رہے ہیں کہ ہم سچائی پر ہیں اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ دنیا کی ہمدردیاں، بالخصوص اسلامی ممالک کی ہمدردیاں آپ کے ساتھ ہیں۔ ہم بھی ہر اس قوم کے ممنون ہیں جس نے امداد، تعاون اور دوستی کا ہاتھ ہماری طرف بڑھایا۔

لاہور کے جلسہ عام میں تقریر۔ ۳۰ر اکتوبر، ۴۷ء

عظیم ترین سلطنت

متحد ہو کر رہیے۔ قوم کی مجموعی بہبودی کی خاطر۔ اگر دکھ اور تکلیفیں پیش آئیں تو انہیں نظر انداز کر دیجیے۔ انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی قوم اور مملکت کی خاطر بڑی سے بڑی تکلیف، قربانی اور مشقت کو خاطر میں نہ لائیں اور نہ اس سے گریز کریں۔ صرف اسی طریق سے آپ پاکستان کو دنیا کی ایک عظیم ترین سلطنت بنا سکتے ہیں۔ نہ صرف آبادی کے اعتبار سے، جو وہ اب بھی ہے، بلکہ طاقت کے لحاظ سے بھی، تاکہ دنیا کی تمام قومیں اس کی عزت کریں۔

پانچویں بڑی مملکت

مجھے یقین ہے کہ اتحاد، ایمان اور تنظیم کے اصولوں پر کاربند رہ کر ہم نہ صرف دنیا کی پانچویں بڑی مملکت بنے رہیں گے بلکہ ہر قوم کی برابری کر سکیں گے۔ کیا آپ آزمائش کی اس آگ میں سے گزرنے کے لئے تیار ہیں۔ عوام کی خدمت، دیانت اور تندہی کے ساتھ کرنے کا مصمم ارادہ کر لیجئے۔ ہم خوف و خطر اور پریشانی کے دور سے گزر رہے ہیں اتحاد، ایمان اور تنظیم ہمارے بنیادی اوصاف ہونے چاہئیں۔

ریلوے افسران سے خطاب - ۲۷ دسمبر ۱۹۴۷ء

پاکستان کے آئین کی اساس

کون کہتا ہے کہ پاکستان کے آئین کی اساس شریعت پر نہیں ہوگی۔ جو لوگ ایسا کہتے ہیں وہ مفسد ہیں۔ ہماری زندگی میں آج بھی اسلامی اصولوں پر اسی طرح عمل ہوتا ہے جس طرح کہ تیرہ سو سال پہلے ہوتا تھا۔ اسلام نے جمہوریت کی راہ دکھائی ہے، مساوات اور انصاف کا سبق دیا ہے لہٰذا اسلامی اصول پر عمل کرنے سے ہم ہر ایک کے ساتھ انصاف کر سکیں گے۔

عید میلاد النبی پر پیغام — ۲۵ جنوری ۱۹۴۸ء

ہمارے دشمنوں نے کیا کیا؟

قیام پاکستان میں روڑے اٹکانے اور منہ کی کھانے کے بعد ہمارے مخالفوں کو ایسے

طریقوں کی تلاش ہوئی جس سے ہمیں کمزور اور تباہ کیا جا سکے۔ ہماری نئی مملکت ابھی قائم نہ ہونے پائی تھی کہ پنجاب اور دہلی کا قتل عام بپا ہوا۔ ہزاروں مرد، عورتیں اور بچے بیدردی کے ساتھ قتل کر دیئے گئے اور لاکھوں گھر سے بے گھر ہو گئے۔ ان میں سے ۵۰ لاکھ سے زائد افراد چند ہفتوں میں ہجرت کر کے پنجاب آ گئے۔ ان خانماں برباد مہاجرین کی دیکھ بھالی اور آباد کاری جو جسمانی اور روحانی دونوں طرح سے زخم خوردہ تھے، ایسا پیچیدہ مسئلہ تھا جو بھی بھی مضبوط سلطنتوں کی تباہی کا باعث بن سکتا تھا، لیکن ہمارے دشمنوں کو جو پاکستان کو آغاز ہی میں ملیامیٹ کر دینا چاہتے تھے، اس موقع پر بھی مایوسی ہوئی۔ پاکستان نہ صرف اس طوفان کو جھیل گیا بلکہ اس آزمائش سے اور زیادہ مضبوط، پاکیزہ اور پختہ کار ہو کر نکلا۔

ڈھاکہ میں طلبہ سے خطاب۔ ۲۴ مارچ ۱۹۴۸ء

کل اور آج کا فرق

سب سے پہلے ہمیں اس فرق کو سمجھنا ہو گا کہ جو مسائل آج ہمیں درپیش ہیں، ان کی بابت ہمارا طرزِ عمل اِن مسائل سے مختلف ہو گا جن سے ہم اس وقت دوچار تھے جب ہم آزادی اور خود اختیاری کے لئے جدوجہد کر رہے تھے۔ پاکستان حاصل کرنے کی جدوجہد کے دوران میں ہم حکومت پر کڑی نکتہ چینی کرتے تھے جو ایک غیر ملکی حکومت تھی جسے ہم بدل کر اپنی حکومت قائم کرنا چاہتے تھے۔ مگر یاد رکھئے اب ایک انقلابی تبدیلی ہو چکی ہے۔ اب یہ ہماری اپنی حکومت ہے۔ اب ہم نے ایک آزاد، خود مختار اور محکم مملکت بنائی ہے۔ اب ہم کسی غیر ملکی اقتدار کے ہاتھوں مجبور اور لاچار نہیں ہیں۔ ہم نے وہ زنجیریں توڑ ڈالی ہیں، وہ بیڑیاں اتار پھینکی ہیں۔

ڈھاکہ میں جلسۂ عام سے خطاب۔ ۲۱ مارچ ۱۹۴۸ء

مجھے فخر ہے

انسان کا عزم و ارادہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ ترقی کے لئے بے شک سرمایے کی ضرورت ہوتی ہے، لیکن لوگوں کی اصلی اور سچی خوشحالی کی ضامن، انسانی محنت ہوتی ہے۔ اور مجھے اس پر فخر ہے کہ پاکستان میں ایک ایسی قوم آباد ہے جس کے افراد محنتی باعزم اور باحوصلہ ہیں اور جن کی روایات سے ظاہر ہے کہ انہوں نے شاندار کارنامے سرانجام دینے میں منفرد و ممتاز مقام حاصل کر رکھا ہے۔

چاٹگام کے ایک استقبالیہ میں۔ ۲۶ مارچ ۱۹۴۸ء

ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے

ابھی بہت سے اہم کام ہیں جو ہمیں انجام دینے ہیں اور بہت سے خطرات ہیں جن کا مقابلہ کرنا ہے۔ انہیں ہم سر تو یقیناً کر لیں گے لیکن ہمارے اتحاد کو کوئی آنچ نہ آنے پائے اور ایک متحدہ قوم کی حیثیت سے آگے بڑھنے کے ارادہ میں کوئی خلل نہ آئے تو ہم یہ کام بہت جلد کر سکیں گے۔ یہی وہ راستہ ہے جس پر چل کر ہم پاکستان کے لئے جلد از جلد اور یقینی طور پر دنیا کے ملکوں کی برادری میں ایک اعلیٰ مقام حاصل کر سکتے ہیں۔

ریڈیو پاکستان ڈھاکہ سے نشری تقریر ۔ ۲۸ مارچ ۱۹۴۸ء

اب جب کہ انسانی روح آزاد ہے

ہم جسقدر جلد خود کو نئے تقاضوں کے مطابق ڈھال لیں اور جس قدر جلد ہمارے خیال کی

نظریں افق کے پار ان لامحدود ترقی کے امکانات کو دیکھ سکیں جو ہماری قوم اور ملک کے لئے موجود ہیں اتنا ہی پاکستان کے حق میں اچھا ہوگا اور صرف اسی صورت میں ہمارے لئے ممکن ہوگا کہ ہم انسانی ترقی، سماجی انصاف، مساوات اور اخوت کے اصولوں کو عمل میں لا سکیں جن کی خاطر پاکستان وجود میں آیا تھا اور ہم اپنی مملکت میں ایک مثالی سماجی نظام قائم کرنے کے لامحدود امکانات کو عملی جامہ پہنا سکیں گے۔

دشمن کی نازک چالیں

ہمارے دشمن، جن میں مجھے افسوس ہوتا ہے کہ کچھ مسلمان بھی شامل ہیں، برابر صوبائی تعصب کو اس توقع پر ہوا دے رہے ہیں کہ پاکستان اس طرح کمزور ہو جائے گا اور پھر یہ کام آسان ہو جائے گا کہ اس صوبے کو دوبارہ ہندوستان میں شامل کر لیا جائے۔ جھوٹی اور غلط سلط باتوں کا ہوّا ایک طومار باندھا جاتا ہے کہ اس ملک کے مسلمانوں کا شیرازہ منتشر ہو جائے اور لوگ قانون کی خلاف ورزیوں پر آمادہ ہو جائیں۔ بہت سی ایسی نازک چالیں جن سے صوبائی تعصب کے زہر کو اس صوبے کی رگ و پے میں داخل کیا جا رہا ہے۔ کیا یہ بات آپ کے نزدیک بڑی عجیب و غریب نہیں ہے کہ ہندوستان کے اخبارات جنہیں پاکستان کے نام سے نفرت ہے آپ کے مطالبے کی جسے وہ "جائز حق" کہتے ہیں، برابر حمایت کر رہے ہیں؟ کیا یہ بات بے معنی نہیں ہے کہ جو لوگ مسلمانوں کو دھوکا دیں اور پاکستان کی ہر طرح مخالفت کریں حالانکہ یہ محض آپ کے حق اختیاری ہی کی ایک صورت ہے جو آپ کا بنیادی حق ہے۔ وہی لوگ یکایک

آپ کے حقوق کے علمبردار بن جائیں اور آپ کو اس بات پر اکسائیں کہ آپ حکومت سے مقابلہ کریں۔ میں آپ کو ان غداروں سے ہوشیار رہنے کی نصیحت کرتا ہوں۔

ڈھاکہ میں جلسہ سے خطاب ۔ ۲۴ مارچ ۱۹۴۸ء

تعمیری کام آسان نہیں

آزادی حاصل کرنے کے لئے لڑنے بھڑنے سے کہیں زیادہ دشوار تعمیری کام ہے۔ آزادی کے لئے جدوجہد کرنا اور جیل جانا کسی حکومت کو چلانے کے مقابلے میں کہیں آسان ہے۔ نکتہ چینی ہمیشہ آسان ہوتی ہے۔ عیب نکالتے رہنا کچھ مشکل نہیں۔ لوگ ان باتوں کو بھول جاتے ہیں جو ان کے لئے کی جاتی ہیں۔ عام طور پر لوگ سمجھتے ہیں کہ ایسا تو ہونا تھا۔ یہ احساس نہیں کرتے کہ اس کی خاطر سختیوں، مشکلوں اور خطروں کو جھیلنا پڑا۔

جلسۂ عام ڈھاکہ میں تقریر ۔ ۲۱ مارچ ۱۹۴۸ء

...

سب کچھ آپ کے ہاتھ میں ہے

یاد رکھئے کسی حکومت کو برقرار رکھنا یا اس کے اختیارات چھین لینا آپ کے ہاتھ میں ہے لیکن یہ کام آئینی طور پر، غنڈہ بازی سے انجام نہیں دینا چاہئے۔ آپ کو اختیار حاصل ہے مگر اختیارات کو استعمال کرنے کا طریقہ بھی آپ کو آنا چاہئے۔ آپ کو چاہئے کہ پہلے اس مشین کو سمجھنے کی کوشش کریں جس سے آپ کو کام چلانا ہے۔ آئینی طور پر آپ کو اختیار ہے کہ اگر کسی حکومت سے اس حد تک غیر مطمئن ہوں کہ اسے بدل دینا چاہتے ہوں تو اسے برطرف کر دیں اور اس کی جگہ دوسری

حکومت لے آئیں لہٰذا سب کچھ آپ ہی کے اختیار میں ہے۔

جلسۂ عام ڈھاکہ میں تقریر – ۲۱ مارچ ۱۹۴۸ء

آزادی اور ذمہ داری

میں بعض طبقے میں ایک افسوسناک رجحان پاتا ہوں۔ وہ غلامی سے نجات پانے کو جو ابھی حال ہی میں حاصل ہوئی ہے، دراصل آزادی خیال نہیں کرتے۔ جس میں ترقی کے بڑے مواقع ہیں اور ان پر بھاری ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں بلکہ وہ اسے ایک کھلی ہوئی چھوٹ سمجھتے ہیں جس میں ان پر کوئی پابندی یا قید نہیں رہی۔ یہ بات صحیح ہے کہ غیر ملکی اقتدار ختم ہو جانے کے بعد آپ اپنی قسمت کا فیصلہ کرنے کا خود ہی اختیار رکھتے ہیں۔ آپ کو پوری آزادی ہے کہ آئینی طور پر جس قسم کی حکومت چاہیں اپنے لئے بنائیں لیکن اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ غیر آئینی طور پر کوئی گروہ یا طبقہ حکومت وقت پر جس کی تشکیل عوام کی رضامندی سے ہوئی ہے، اپنی مرضی یا منشا کو مسلط کر دے۔ حکومت اور اس کی پالیسی منتخب نمائندوں کی رائے سے بدلی جا سکتی ہے لیکن کوئی حکومت بھی غیر ذمہ دار اور ناعاقبت اندیش لوگوں کی ہڑبازی اور غنڈہ گردی کو ایک لمحہ کے لئے بھی برداشت نہیں کر سکتی۔ ان رجحانات کو پوری قوت سے کچل دینا پڑتا ہے۔

ریڈیو پاکستان ڈھاکہ سے نشری تقریر – ۲۸ مارچ ۱۹۴۸ء

قومی زبان

زبان کے مسئلہ میں میں واضح طور پر کہہ دینا چاہتا ہوں کہ پاکستان کی سرکاری زبان اردو کے

سوا کوئی دوسری زبان نہ ہو گی۔ جو لوگ آپ کو گمراہ کر رہے ہیں وہ پاکستان کے دشمن ہیں۔ کوئی قوم کسی واحد سرکاری زبان کے بغیر متحد و مستحکم نہیں رہ سکتی اور نہ سرکاری فرائض بحسن و خوبی انجام دیئے جا سکتے ہیں۔ جلسہ عام ڈھاکہ سے خطاب — ۲۱ مارچ ۱۹۴۸ء

اردو — صرف اردو

آزادی کے معنی بے راہروی کے تو نہیں ہیں کہ جو کچھ تمہارا دل چاہے وہ کرو اور قوم کے مفاد کو پس پشت ڈال دو، مملکت کی سلامتی کو نظر انداز کر دو۔ ہمیں ایک متحد قوم بن کر کام کرنا ہے۔ نظم و ضبط کو قائم رکھنا ہے اور تعمیری جذبہ کو بروئے کار لانا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ زبان کے مسئلہ پر جھگڑا اٹھایا جا رہا ہے اور اس کے لئے صوبائی عصبیت کا زہر پھیلایا جا رہا ہے۔ میں دوبارہ اس کی صراحت کر دینا چاہتا ہوں کہ صوبے میں سرکاری استعمال کے لئے تم جو زبان چاہو اختیار کر لو، جو تمہارے نمائندوں کا کام ہے لیکن مملکت کے مختلف صوبوں کے باہمی رابطہ کے لئے صرف ایک ہی زبان ہو گی جو اردو اور صرف اردو ہونی چاہیئے۔

ڈھاکہ یونیورسٹی کانووکیشن سے خطاب — ۲۴ مارچ ۱۹۴۸ء

وہ جو دشمن کے آلۂ کار تھے

بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جنہوں نے اس جدوجہد میں ہماری ذرہ برابر مدد نہیں کی بلکہ ہماری مخالفت کی، ہمارے راستے میں روڑے اٹکائے اور ان لوگوں کی تعداد بھی خاصی ہے جنہوں نے دشمنوں کے ساتھ مل کر کھلم کھلا ہماری مخالفت کی۔ ہو سکتا ہے کہ یہی لوگ اب

آگے نکل کر سامنے آئیں اور اپنے مقاصد اور پروگرام پیش کریں اور دھوکہ میں ڈالنے والے نعرے اور پٹے ہوئے فقرے دہرائیں۔ میں تمہیں آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ تمہارا کوئی قدم غلط سلط باتوں، نعروں اور پٹے پٹائے فقروں کے فریب میں نہ اٹھے۔ ان باتوں کا کوئی اثر قبول کرنا اور انہیں طوطے کی طرح دہرانا فضول ہے۔ پشاور کے طلبہ سے خطاب - ۱۲ اپریل ۱۹۴۸ء

ہماری نظر وسیع ہونی چاہیئے

آپ کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ اپنے صوبے سے محبت کرنے اور اپنے ملک سے محبت کرنے کے معنے اور ان دونوں کے تقاضے الگ الگ ہیں۔ ہمارے فرائض جو ہم پر پوری مملکت کی طرف سے عائد ہوتے ہیں وہ ہمیں صوبائیت سے الگ لے جاتے ہیں۔ ان کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اپنی نظر اپنے خیالات اور وطن پرستی کے تصور میں وسعت پیدا کریں۔ ملک کی خدمت کا اکثر یہ مطالبہ ہوتا ہے کہ ہم اپنی ذاتی اور صوبائی اغراض کو وسیع تر مقاصد میں ضم کر دیں جس میں سب کی بھلائی اور فائدہ ہے۔ سب سے پہلے ہم پر اپنے ملک کی خدمت فرض ہے۔ اس کے بعد اپنے صوبے، اپنے ضلعے، اپنے قصبے یا گاؤں کی اور آخر میں خود اپنی۔ یہ نہ بھولئے کہ ہم ایک ایسی مملکت کی تعمیر کر رہے ہیں جسے پوری دنیائے اسلام کی قسمت کے بنانے میں پورا پورا حصہ لینا ہے۔ لہٰذا ہماری نظر وسیع ہونی چاہیئے۔ ایسی وسیع کہ وہ صوبائی حد بندی محدود قوم پرستی اور نسلی تعصبات سے بالاتر ہو۔

ہمیں اس وطن دوستی کو فروغ دینا چاہیئے جو ہمیں ایک متحد اور طاقتور قوم کے سانچے میں ڈھال سکے۔ صرف یہی ایک طریقہ ہے جس سے ہم اپنا مقصد حل کر سکتے ہیں۔ وہ مقصد

جس کے لئے لاکھوں مسلمانوں نے اپنا سب کچھ کھویا اور جانیں قربان کیں۔

طلبائے پشاور سے خطاب — ۱۲ اپریل ۱۹۴۸ء

اپنے اعمال کا جائزہ لیتے رہئے

نمائندہ حکومت، اور ایسے ادارے جو عوام کی نمائندگی کرتے ہوں یقیناً اچھے ہوتے ہیں لیکن جب لوگ انہیں ذاتی ترقیوں کا زینہ بنالیں تو وہ اپنی قدر و قیمت کھو بیٹھتے ہیں اور بدنام ہو جاتے ہیں۔ ہمیں ایسی باتوں سے پرہیز کرنا چاہئے اور یہ اسی وقت ممکن ہے کہ ہم اپنے اعمال کا جائزہ لیتے رہیں اور کسی ذاتی یا طبقاتی مفاد کی نہیں بلکہ ملک کے عام مفاد کی کسوٹی پر انہیں کستے رہیں۔ میرا کہنا یہ ہے کہ آپ قدم اٹھانے سے پہلے سوچیں اور غور کریں کہ آیا آپ یہ قدم کسی ذاتی یا علاقائی پسند اور ناپسند کی بنیاد پر اٹھا رہے ہیں یا اس سے ملک کا مفاد وابستہ ہے۔ اگر ہر شخص اسی طرح اپنا جائزہ لیتا رہے اور خود بھی دیانتداری برتے اور بلاخوف و رعایت دوسروں کو بھی دیانتداری برتنے پر مجبور کرے تو مجھے مستقبل نہایت تابناک نظر آتا ہے۔ اگر سرکاری اور غیر سرکاری سب ہی لوگ اسی جذبے اور اسی انداز سے کام کریں تو تمام ملک پر اس کا نقش قائم ہوگا اور پاکستان فخر اور کامیابی کے ساتھ دنیا کے ایک عظیم ملک کی حیثیت سے ابھر آئے گا۔

کوئٹہ کے شہریوں سے خطاب — ۱۵ جون ۱۹۴۸ء

خدا آپ کو کامیابی دے

قدرت نے آپ کو ہر چیز دی ہے۔ بے شمار ذرائع اور وسائل آپ کو دیئے ہیں۔ آپ کی

مملکت کی بنیادیں پڑ چکی ہیں۔ اب اس کی تعمیر آپ کا کام ہے۔ اسے جلد سے جلد اور بہتر سے بہتر بنایئے۔ آگے بڑھیے، خدا آپ کو کامیابی دے۔

پاکستان کی پہلی سالگرہ پر قوم کے نام پیغام — ۱۴ اگست ۱۹۴۸ء

شہری آزادی

میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں، جو جارحانہ کارروائی یا جرائم کی ہمت افزائی کرتے ہیں لیکن یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ میں نے آئین و ضوابط کا بغور مطالعہ کیا ہے اور یہ محسوس کیا ہے کہ ہر آئین میں سب سے زیادہ اہم شئے شہری آزادی ہے۔ اس بات پر میرا پختہ ایمان ہے کہ حکومت بغیر مقدمہ چلائے اور بغیر جرم ثابت کئے ایک منٹ کے لئے بھی کسی انسان کی آزادی کو ختم نہیں کر سکتی۔

تاریخ کا مثالی واقعہ

یاد رکھئے پاکستان کا قیام ایک ایسا واقعہ ہے جس کی تاریخ میں کوئی مثال نہیں مل سکتی۔ یہ دنیا کی سب سے بڑی اسلامی سلطنت ہے اور اگر ہم نے دیانتداری، تن دہی اور بے غرضی کے ساتھ کام کیا تو یہ بھی سال بہ سال ترقی کرتی رہے گی۔ مجھے اپنے عوام پر کامل بھروسہ ہے اور یقین ہے کہ ہر موقع پر وہ اسلام کی تاریخ، شان و شوکت اور روایات کے مطابق عمل پیرا ہوں گے۔ قدرت نے آپ کو ہر چیز سے سرفراز کیا ہے۔ آپ کے پاس لامحدود وسائل موجود ہیں آپ کی ریاست کی بنیادیں مضبوطی سے رکھ دی گئی ہیں۔ اب آپ کا کام یہ ہے کہ اس کی تعمیر کریں

جلد از جلد اور عمدہ سے عمدہ تعمیر۔ سو آگے بڑھیے اور بڑھتے ہی جایئے۔

پاکستان کی پہلی سالگرہ پر قوم کے نام پیغام۔ ۱۴ر اگست ۱۹۴۸ء

ووٹ — قوم کی امانت

آپ کا ووٹ قوم کی امانت ہے۔ اسے اپنے ذاتی مفاد کی خاطر استعمال نہ کیجئے۔

ڈیرہ اسماعیل خاں ۔ ۱۷ر اپریل ۱۹۴۸ء

اسلام ـــــ ہمارا دین

زندگی کا اصل مفہوم

یاد رکھو! رسول پاکؐ کے نزدیک کوئی عمل خدمتِ خلق اور رواداری سے زیادہ دیانت دارانہ اور مستحسن نہیں۔ ہماری سماجی کامرانیاں اور سیاسی آزادیاں اسی پر منحصر ہیں۔ یہی زندگی کا اصل مفہوم ہے۔ یہی حقیقت عظمیٰ ہے، یہی روحِ اسلام ہے بلکہ عین اسلام ہے۔

پیام عید ـــــ ۱۳ر نومبر ۱۹۳۹ء

دو مختلف معاشی نظام

اسلام اور ہندو دھرم محض مذاہب ہی نہیں بلکہ درحقیقت وہ دو مختلف معاشرتی نظام ہیں چنانچہ اس خیال کو خواب و تصور ہی کہنا چاہئے کہ ہندو اور مسلمان مل کر ایک مشترکہ قومیت تخلیق کر سکیں گے۔

اجلاس مسلم لیگ لاہور ـــــ ۲۳ر مارچ ۱۹۴۰ء

محض وہم وگمان نہیں

اسلام کے "قومی تصور" اور ہندو دھرم کے سماجی طور طریقوں کے باہمی اختلاف کو محض وہم وگمان بتانا ہندوستان کی تاریخ کو جھٹلانا ہے۔ ایک ہزار سال سے ہندوؤں کی تہذیب اور مسلمانوں کی تہذیب ایک دوسری سے دوچار ہیں اور دونوں قومیں آپس میں میل جول رکھتی چلی آئی ہیں مگر ان کے اختلافات اسی پرانی شدت سے موجود ہیں۔ ان کے متعلق یہ توقع رکھنا کہ محض اس وجہ سے انقلاب آجائے گا اور ہندو اور مسلمان ایک قوم واحد بن جائیں گے کہ ان پر ایک جمہوری آئین کا دباؤ ڈالا گیا، سراسر غلطی ہے۔ جب ہندوستان میں ڈیڑھ سو سال سے قائم شدہ برطانوی وحدانی حکومت اس کام میں کامیاب نہ ہو سکی تو یہ کس طرح ممکن ہے کہ ہندوستان کی مرکزی حکومت میں فیڈرل نظام کے جبری قیام سے وہ کامیابی حاصل ہو جائے۔ اجلاس مسلم لیگ، لاہور — ۲۲ مارچ ۱۹۴۰ء

اسلام، معقولیت اور رواداری کا حامل ہے

اسلام انصاف، مساوات، معقولیت اور رواداری کا حامل ہے جو غیر مسلم ہماری حفاظت میں آجائیں ان کے ساتھ فیاضی کو روا رکھتا ہے۔ یہ لوگ ہمارے بھائی ہیں اور اس ریاست میں وہ شہریوں کی طرح رہیں گے، جہاں تک مسلم ہندوستان کا تعلق ہے ہم نے خود ہی اپنا ایک منشور ترتیب دے لیا ہے اور وہ پاکستان ہے۔ ہم اپنے اس منشور کے بارے میں یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ اس کے لئے ہم اپنا سب کچھ قربان کر دیں گے۔ ہمارے مخالفین اپنے دل و دماغ سے یہ خیال نکال دیں کہ یہ کوئی بازاری لین دین ہے یا کوئی چلتا ہوا نقرہ ہے۔ — ۲ نومبر ۱۹۴۰ء

جداگانہ نظامِ حیات

ہم مسلمان اپنی تابندہ تہذیب اور تمدن کے لحاظ سے ایک قوم ہیں۔ زبان و ادب، فنونِ لطیفہ فنِ تعمیر، نام و نسب، قانون و اخلاق، شعور اقدار و تناسب، رسم و رواج، تاریخ و روایات اور رجحان و مقاصد ہر ایک لحاظ سے ہمارا اپنا انفرادی زاویۂ نگاہ اور فلسفۂ حیات ہے۔ بین الاقوامی قانون کی ہر تعریف ہماری قومیت کو تسلیم کرتی ہے۔

ایسوسی ایٹڈ پریس امریکہ کو بیان۔ یکم جولائی ۱۹۴۲ء

تعلیماتِ محمدی کا احیاء

آپ اپنی اس طرح تنظیم کیجئے کہ پوری قوم اپنے مفادات کے تحفظ کے لئے ایک نکتہ پر جمع ہو جائے اور ملتِ اسلامیہ کی معاشرتی، اقتصادی اور تعلیمی ترقی کے لئے تعمیری لائحہ عمل ترتیب پا جائے۔ ثقافتِ اسلامی اور تعلیماتِ محمدی کا احیا کیجئے، اور ہندوستان کی مختلف اقوام کے درمیان بھائی چارے اور خیر سگالی کے جذبات پیدا کیجئے۔

آل انڈیا مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن، جالندھر۔ ۱۵ نومبر ۴۲ء

خدا کی کتاب۔ قرآنِ کریم

وہ کونسا رشتہ ہے جس میں منسلک ہونے سے تمام مسلمان جسدِ واحد کی طرح ہیں، وہ کونسی چٹان ہے جس پر اُن کی ملت کی عمارت استوار ہے۔ وہ کونسا لنگر ہے جس سے

اس اُمت کی کشتی محفوظ کر دی گئی ہے، وہ رشتہ، وہ چٹان، وہ لنگر خدا کی کتاب قرآنِ کریم ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جوں جوں ہم آگے بڑھتے جائیں گے، ہم میں زیادہ سے زیادہ اتحاد پیدا ہوتا جائے گا۔ ایک خدا، ایک رسولؐ، ایک کتاب، ایک اُمت۔

اجلاس مسلم لیگ کراچی —— ۱۹۴۳ء

ملّتِ واحدہ

مسلمانوں کا خدا ایک ہے، مسلمانوں کی کتاب ایک ہے، مسلمانوں کا پیغمبرؐ ایک ہے، ہم نے یہ کوشش کی ہے کہ مسلمان بھی ایک ہو جائیں، ہمارا مقصد اور نصب العین یہ ہے کہ جہاں مسلمان اکثریت میں ہیں وہاں مسلمانوں کی حکومت ہو۔ مسلمانوں کا کوئی بھی دوست نہیں نہ انگریز نہ ہندو، یہ بھی بنیا وہ بھی بنیا۔ اسلام ہمیں ڈرنا نہیں سکھاتا۔ ہم ڈٹ کر مقابلہ کریں گے اور انشاءاللہ کامیاب ہوں گے۔

قرآن —— ہمہ گیر ضابطۂ حیات

ہر مسلمان جانتا ہے کہ قرآنی احکام مذہبی اور اخلاقی فرائض تک محدود نہیں۔ جیسا کہ گبن نے کہا تھا "اوقیانوس سے گنگا تک قرآن کو دینیات نہیں بلکہ شہری (سول) اور تعزیری قوانین کی بھی بنیاد سمجھا جاتا ہے اور وہ قوانین جن سے بنی نوع انسان کے اعمال اور حقوق کی حد بندی ہوتی ہے وہ بھی خدا کے غیر متبدل احکام سے متعین ہوتے ہیں۔" جاہلوں کی بات الگ ہے ورنہ ہر کوئی جانتا ہے کہ قرآن مسلمانوں کا ہمہ گیر ضابطۂ حیات

ہے۔ مذہبی، سماجی، شہری، کاروباری، فوجی، عدالتی، تعزیری اور قانونی ضابطۂ حیات جو مذہبی تقریبات سے لے کر روزمرہ زندگی کے معاملات تک، روح کی نجات سے لے کر جسم کی صحت تک، تمام افراد سے لے کر ایک فرد کے حقوق تک، اخلاق سے لے کر جرم تک، اس دنیا میں جزا اور سزا سے لے کر اگلے جہاں کی سزا و جزا تک کی حد بندی کرتا ہے۔

پیغام عید ۔ ۱۹۴۵ء

پاکستان اور عالم اسلام

ہمارے لئے پاکستان زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ آپ اپنے گھروں میں آزاد رہیں تو آپ کو ہمارے ساتھ اشتراک عمل کرنا چاہئے۔ اس وقت کوئی بھی ایسی مسلم حکومت موجود نہیں جو صحیح معنوں میں آزاد ہو۔ مسلمان اور عرب حکومتیں حقیقی معنوں میں اس وقت تک آزاد نہ ہوں گی جب تک پاکستان قائم نہ ہوگا۔ اس لئے کہ جو ہندوستان پر اقتدار رکھتا ہے، وہی مشرقِ وسطےٰ پر بھی اقتدار رکھتا ہے۔ اگر ہندوستان میں شہنشاہیت قائم ہو گئی تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ ہندوستان سے اسلام ختم ہو گیا بلکہ ہندوستان ہی سے نہیں، دوسرے اسلامی ممالک سے بھی۔ مذہبی اور روحانی رشتے ہم سب کو ایک رشتے میں باندھے ہوئے ہیں اگر ہم ڈوبے تو سب ڈوب جائیں گے۔

قاہرہ میں ایک تقریر ـــ ۱۰ر دسمبر ۱۹۴۶ء

میرا ایمان

میرا ایمان ہے کہ ہماری نجات اس اسوۂ حسنہ پر چلنے میں ہے، جو قانون عطا کرنے والے پیغمبرِ اسلام نے ہمارے لئے بنایا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی جمہوریت کی بنیادیں صحیح معنوں میں اسلامی تصوّرات و اصولوں پر رکھیں۔

شاہی دربار۔ سبی بلوچستان - ۱۴ر فروری ۱۹۴۸ء

اچھائی — عین اسلام

اگر کوئی چیز اچھی ہے تو عین اسلام ہے۔ اگر کوئی چیز اچھی نہیں ہے تو یہ اسلام نہیں ہے کیونکہ اچھائی کا مطلب عین اسلام ہے۔

میمن چیمبر آف کامرس، بمبئی۔ ۲۷ر مارچ ۱۹۴۷ء

تیرہ سو سال قبل

جب آپ جمہوریت کی باتیں کرتے ہیں تو مجھے شبہ ہوتا ہے کہ آپ نے اسلام کا مطالعہ نہیں کیا ہے۔ ہم نے جمہوریت تیرہ سو سال پہلے سیکھ لی تھی۔

پریس کانفرنس — ۱۴ر جولائی ۱۹۴۷ء

اسلام — ہمارے وجود کا بنیادی سرچشمہ

اسلام ہماری زندگی اور ہمارے وجود کا بنیادی سرچشمہ ہے۔ اسلام نے ہمارے ثقافتی

اور تہذیبی ماضی اور ہماری گذشتہ روایات کو عرب دنیا سے آشنا وابستہ، گہرا اور قریب کر رکھا ہے کہ اس امر میں تو کسی کو شبہ ہی نہیں ہونا چاہئے کہ ہم عربوں اور ان کے مسائل اور مقاصد سے مکمل ترین ہمدردی رکھتے ہیں۔

شرق اردن کے سفیر کے استقبال میں۔ ۲۴ر دسمبر ۱۹۴۷ء

صرف ایک ٹکڑا نہیں

ہم نے پاکستان کا مطالبہ ایک زمین کا ٹکڑا حاصل کرنے کے لئے نہیں کیا تھا بلکہ ہم ایک ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا چاہتے تھے جہاں ہم اسلام کے اصولوں کو آزما سکیں۔

اسلامیہ کالج پشاور — ۱۳ر جنوری ۱۹۴۸ء

اسلام — جمہوریت کا داعی

اسلام اور اس کی عالی نظری نے جمہوریت سکھائی ہے۔ اسلام نے مساوات سکھائی ہے۔ ہر شخص سے انصاف اور رواداری کا حکم دیا ہے۔ کسی بھی شخص کے پاس کیا جواز ہے کہ وہ عوام الناس کے لئے انصاف اور رواداری پر اور دیانت داری کے اعلیٰ معیار پر مبنی جمہوریت، مساوات اور آزادی سے گھبرائے۔

کراچی بار ایسوسی ایشن — ۲۵ر جنوری ۱۹۴۸ء

رواداری اور مساوات — اسلام کا اصول

میں ان لوگوں کی بات نہیں سمجھ سکتا جو دیدہ و دانستہ اور شرارت سے یہ پروپیگنڈہ

کرتے رہتے ہیں کہ پاکستان کا دستور شریعت کی بنیاد پر نہیں بنایا جائے گا۔ اسلام کے اصول عام زندگی میں آج بھی اسی طرح قابلِ اطلاق ہیں جس طرح تیرہ سو سال پہلے تھے۔ میں ایسے لوگوں کو، جو بد قسمتی سے گمراہ ہو چکے ہیں، یہ صاف صاف بتا دینا چاہتا ہوں کہ نہ صرف مسلمانوں کو، بلکہ یہاں غیر مسلموں کو کوئی خوف، ڈر نہیں ہونا چاہیے۔ اسلام اور اس کے نظریات نے ہمیں جمہوریت کا سبق دے رکھا ہے۔ ہر شخص سے انصاف، رواداری اور مساوی برتاؤ اسلام کا بنیادی اصول ہے۔ پھر کسی کو ایسی جمہوریت، مساوات اور آزادی سے خوف کیوں لاحق ہو جو انصاف، رواداری اور مساوی برتاؤ کے بلند ترین معیار پر قائم کی گئی ہو۔ ان کو کہہ لینے دیجئے۔ ہم دستورِ پاکستان بنائیں گے اور دنیا کو دکھائیں گے کہ یہ رہا ایک اعلیٰ آئینی نمونہ!

بار ایسوسی ایشن کراچی — ۲۵ جنوری ۱۹۴۸ء

عظیم ترین ہستی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی انتہائی سادہ تھی۔ آپ نے جس چیز میں بھی ہاتھ ڈالا، کامیابی نے آپ کے قدم چومے۔ تجارت سے لے کر حکمرانی تک، ہر شعبۂ حیات میں آپ مکمل طور پر کامیاب رہے۔ رسالت مآبؐ پوری دنیا کی عظیم ترین ہستی تھے۔ تیرہ سو سال قبل ہی آپ نے جمہوریت کی بنیادیں رکھ دی تھیں۔

کراچی بار ایسوسی ایشن — ۲۵ جنوری ۱۹۴۸ء

اسلام محض رسومات کا مجموعہ نہیں

اسلام محض رسوم، روایات اور روحانی نظریات کا مجموعہ نہیں۔ اسلام ہر مسلمان کے لئے ضابطۂ حیات بھی ہے جس کے مطابق وہ اپنی روزمرہ زندگی اپنے افعال و اعمال، حتیٰ کہ سیاست اور معاشیات اور دوسرے شعبوں میں بھی عمل پیرا ہوتا ہے۔ اسلام سب انسانوں کے لئے انصاف، رواداری، شرافت، دیانت اور عزت کے اعلیٰ ترین اصولوں پر مبنی ہے۔ صرف ایک خدا کا تصور اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے ہے۔ اسلام میں انسان انسان میں کوئی فرق نہیں ہے۔ مساوات، آزادی اور اخوت اسلام کے اساسی اصول ہیں۔

کراچی بار ایسوسی ایشن — ۲۵ جنوری ۱۹۴۸ء

ہم عظیم الشان روایات کے امین ہیں

پاکستان کا دستور ابھی بننا ہے اور یہ پاکستان کی دستور ساز اسمبلی بنائے گی مجھے نہیں معلوم کہ اس دستور کی شکل و ہیئت کیا ہو گی لیکن اتنا یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ جمہوری نوعیت کا ہو گا اور اسلام کے بنیادی اصولوں پر مشتمل۔ ان اصولوں کا اطلاق آج کی عملی زندگی پر بھی اسی طرح ہو سکتا ہے جس طرح تیرہ سو سال پہلے ہوا تھا۔ اسلام اور اس کے نظریات سے ہم نے جمہوریت کا سبق سیکھا ہے۔ اسلام نے ہمیں انسانی مساوات، انصاف اور ہر ایک سے رواداری کا درس دیا ہے۔ ہم ان عظیم الشان روایات کے وارث اور امین ہیں اور پاکستان کے آئندہ دستور کے معمار اور بانی کی حیثیت سے ہم اپنی ذمہ داریوں اور فرائض سے بخوبی آگاہ ہیں۔

امریکی نامہ نگار سے انٹرویو — فروری ۱۹۴۸ء

اسلام کا نظامِ مشاورت

میرا ایمان ہے کہ ہماری نجات کا واحد ذریعہ اس سنہری اصولوں والے "ضابطۂ حیات" پر عمل کرنا ہے جو ہمارے عظیم واضع قانون پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے لئے قائم کر رکھا ہے۔ ہمیں اپنی جمہوریت کی بنیادیں سچے اسلامی اصولوں اور تصورات پر رکھنی چاہئیں۔ اسلام کا سبق یہ ہے: "مملکت کے امور و مسائل کے بارے میں فیصلے باہمی بحث و تمحیص اور مشوروں سے کیا کرو۔" سبی دربار، بلوچستان۔ ۱۴ر فروری ۱۹۴۸ء

اسلامی روایات کا سرچشمہ

اردو وہ زبان ہے جسے برصغیر کے کروڑوں مسلمانوں نے پرورش کیا ہے، اسے پاکستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک سمجھا جاتا ہے۔ یہ وہ زبان ہے جو دوسری صوبائی اور علاقائی زبانوں سے کہیں زیادہ اسلامی ثقافت اور اسلامی روایات کے بہترین سرمائے پر مشتمل ہے اور دوسرے اسلامی ملکوں کی زبانوں سے قریب ترین ہے۔ یہ بات بھی اردو کے حق میں جاتی ہے، اور یہ بہت اہم بات ہے کہ بھارت نے اردو کو دیس نکالا دے دیا ہے اور حتیٰ کہ اردو رسم الخط کو ممنوع قرار دے دیا ہے۔

جلسۂ تقسیم اسناد، ڈھاکہ یونیورسٹی۔ ۲۴ر مارچ ۱۹۴۸ء

اسلامی حکومت ـــ قرآنی اصول و احکام کی حکومت

اسلامی حکومت کے تصور کا یہ امتیاز پیش نظر رہنا چاہئے کہ اس میں اطاعت اور وفا کیشی کا مرجع خدا کی ذات ہے جس کی تعمیل کا عملی ذریعہ قرآن مجید کے احکام اور اصول ہیں۔ اسلام میں اصلاً نہ کسی بادشاہ کی اطاعت ہے، نہ پارلیمنٹ کی، نہ کسی شخص یا ادارے کی۔ قرآن کریم کے احکام ہی سیاست و معاشرت میں ہماری آزادی اور پابندی کی حدود متعین کر سکتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں اسلامی حکومت قرآنی، اصول و احکام کی حکومت ہے۔

مسلم اقوام میں ہم آہنگی

میں اقوام ایشیا اور بالخصوص مسلم اقوام میں ہم آہنگی، مقصد کی وحدت اور مکمل افہام و تفہیم کی ضرورت پر زور دیتا ہوں کیونکہ ایشیائی اتحاد عالمی امن اور خوشحالی کے اصول میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔

ایرانیوں کے وفد سے۔ ۹ اپریل ۱۹۴۸ء

اسلام کا قلعہ

اپنے اندر مجاہدوں کا ساجذبہ پیدا کرو جیسا کہ تمہارے آباؤ اجداد میں تھا۔ تم ایک ایسی قوم سے تعلق رکھتے ہو جس کی تاریخ بلند ہمتی، استقلال، بہادری اور اعلیٰ کردار کی مثالوں سے بھری پڑی ہے۔ اپنی دیرینہ روایات پر عمل کر کے اس میں ایک نئے اور شاندار باب کا

اضافہ کردو۔ پاکستان کو اسلام کا قلعہ بنا دو، ایک ایسی عظیم قوم کا قلعہ جس کا نظریہ اندرونی اور بیرونی امن کا قیام ہو۔ لاہور میں جلسۂ عام سے خطاب ـ ۳۰ ر اکتوبر ۱۹۴۷ء

ایک خدا، ایک رسولؐ

ہم مسلمان ایک خدا، ایک رسولؐ، ایک کتاب پر یقین رکھتے ہیں۔ پس یہ لازمی اور ناگزیر ہے کہ ہم ملّت کی حیثیت میں بھی ایک ہوں ۔ آپ نے وہ ضرب المثل تو سنی ہوگی کہ اتحاد میں طاقت ہے ۔ قبائلی سرداروں سے خطاب ـ ۷ ار اپریل ۴۸ ۱۹ء

ہمارا روحانی قائدؐ

"آج ہم کروڑوں انسانوں کے قائد اور عظیم ترین انسانوں کے ممدوح کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں، جو ایک بزرگ ترین معلم، مدبر اور قانون ساز تھے اور اسی کے ساتھ ساتھ ایک حکمران بھی۔ اسلام صرف چند رسوم، روایات اور مذہبی اصولوں کا نام نہیں بلکہ مسلمانوں کے سیاسی، اقتصادی و دیگر مسائل کی رہبری کے لئے ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ اسلام کی بنیاد صرف ایک خدا پر ہے۔ انسان انسان میں کوئی فرق نہیں۔ مساوات آزادی اور بھائی چارہ اسلام کے مخصوص اصول ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اس زمانے کے لحاظ سے نہایت سادہ تھی۔ کاروبار سے لے کر حکمرانی تک ہر معاملہ میں انہیں کامیابی حاصل ہوئی اور سچی بات تو یہ ہے کہ رسولِ اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم جیسا عظیم انسان دنیا نے کبھی پیدا نہیں کیا۔ انہوں نے تیرہ سو سال پہلے ہی جمہوریت کی بنیاد رکھ دی تھی۔

عید میلاد النبی کے ایک اجتماع کراچی سے خطاب۔ ۲۵ جنوری ۱۹۴۸ء

اسلامی سوشلزم

ہم سرمایہ داروں کی مدد نہیں کریں گے

میں نے خود دیکھا ہے کہ ہمارے عوام میں لاکھوں افراد ایسے ہیں جنہیں دن میں ایک وقت بھی پیٹ بھر کر کھانا نصیب نہیں ہوتا۔ کیا آپ اسے تہذیب اور ترقی کہیں گے؟ کیا یہی پاکستان قائم کرنے کا مقصد ہے؟ کیا آپ نے کبھی سوچا کہ کروڑوں لوگوں کا استحصال کیا گیا ہے اور اب ان کے لئے دن میں ایک بار بھی کھانا حاصل کرنا ممکن نہیں رہا۔ اگر پاکستان کا حصول اس صورتحال میں تبدیلی نہیں لا سکتا تو پھر میں اسے حاصل نہ ہی کرنا بہتر سمجھتا ہوں۔ مگر سرمایہ دار اور زمیندار عقلمند ہیں تو وہ نئے حالات کے مطابق خود کو ڈھال لیں گے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو پھر خدا ان کے حال پر رحم کرے ہم ان کی کوئی مدد نہ کر سکیں گے۔

مسلم لیگ کونسل کے اجلاس سے خطاب دہلی ۲۴ مارچ ۱۹۴۳ء

میرے جذبات کی ترجمانی

جب آپ یہ کہتے ہیں کہ پاکستان کی بنیاد معاشرتی انصاف اور اسلامی سوشلزم کے اصولوں پر رکھی جائے اور بنی نوع انسان کی اخوت و مساوات پر زبردست زور دیتے ہیں تو آپ محض میرے اور لاکھوں مسلمانوں کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہیں اور اسی طرح جب آپ ہر شخص کے لئے مساوی مواقع مانگتے ہیں تب بھی آپ میرے خیالات کی ترجمانی کرتے ہیں۔ ترقی کے ان مقاصد کے متعلق پاکستان میں کوئی اختلاف رائے نہیں کیونکہ ہم نے پاکستان اسی لئے طلب کیا تھا، اسی کی خاطر جدوجہد کی تھی اور اسے اسی لئے حاصل کیا تھا کہ ہم اپنی روایات کے مطابق اپنے معاملات کو حل کرنے میں جسمانی اور روحانی طور پر قطعاً آزاد ہوں۔ اخوت، مساوات اور رواداری یہ ہیں ہمارے مذہب، تہذیب اور تمدن کے بنیادی نکات۔ ہم نے پاکستان کے لئے اس لئے جنگ کی تھی کہ اس برصغیر میں ہمیں ان انسانی حقوق سے محروم کر دیئے جانے کا خدشہ تھا۔ ہم نے ان تصورات کے لئے اس لئے جدوجہد کی کہ صدیوں سے ہم غیر ملکی حکمرانوں اور ذات پات کے دقیانوسی معاشرتی نظام کے دوہرے تسلط میں تھے۔ یہ دوہرا تسلط مسلسل دو سو سال سے ہم پر طاری تھا کہ ہمیں احساس ہوا کہ اگر کچھ عرصہ اور باقی رہا تو ہم مسلمان انفرادی طور پر بہ حیثیت انسان اور اجتماعی طور پر بہ حیثیت قوم صفحۂ ہندوستان سے معدوم ہو جائیں گے۔

ڈھاکہ ۔ جلسہ عام، مارچ ۱۹۴۸ء

مساوات ہی ہمارے مسائل کا حل ہے

یہ بات اچھی طرح سے سمجھ لیجئے کہ اخوت، مساوات اور معاشرتی انصاف جیسی اقدار کو اپنانا انسانی ترقی کی معراج پر پہنچنے کے لئے ناگزیر ہے۔ یہ ایک طرف تو قیام پاکستان کا جواز ہیں اور دوسری طرف ایک مثالی معاشرے کی تخلیق کی ذمہ دار ہیں۔ میں پورا زور دیتے ہوئے یہ بات دہراتا ہوں کہ ذات پات پر قائم دقیانوسی سماج سے انسانی سوچ کو جو خطرہ لاحق تھا، وہ قیام پاکستان کو ممکن بنانے کا موجب بنا۔ آج جبکہ ہماری اجتماعی روح تمام زنجیروں کو توڑ چکی ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ آگے بڑھیں اور نہ صرف اپنی ریاست بلکہ اپنی قوم کے ہر شعبے اور ہر پہلو کو صیقل کر دیں۔

چٹاگانگ میں جلسہ عام سے خطاب - ۲۶ مارچ ۱۹۴۸ء

معاشی اور معاشرتی مسائل

بنیادی صنعتوں کو قومی تحویل میں لیا جائے گا

میرا ایمان ہے کہ پاکستان بننے پر موجودہ دور کی ضروری اور بنیادی نوعیت کی صنعتوں کو سرکاری تحویل میں لینا ہو گا اور یہی عمل عوامی ضروریات کے تحت بعض دوسرے شعبوں میں کرنا ہو گا۔ ایسوسی ایٹڈ پریس آف امریکہ سے انٹرویو۔ ۸ نومبر ۱۹۴۵ء

صنعتی و تعلیمی ادارے

میں مسلمانوں کی تعلیمی، اقتصادی اور معاشرتی ترقیوں کے لئے بہت سے منصوبوں پر غور کر رہا ہوں۔ میرے خیال میں مسلم تاجروں کی بہتری کا سوائے اس کے اور کوئی راستہ نہیں کہ وہ ہر ممکن طریقے سے اقتصادی تنظیم پیدا کریں۔ مسلمانوں کو ٹاٹا جیسی مہم جویانہ

اور جرأت آمیز صنعتوں کی ہمسری کرنی چاہیئے اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لئے صنعتی اور تعلیمی ادارے کھولنے چاہیئں۔ ہمیں اپنی قوم کو منظم کرنا ہوگا۔

میمن چیمبر آف کامرس، بمبئی ۔ ۲۷ مارچ ۱۹۴۷ء

محنت اور انسانی کوشش

ترقی کے لئے بلاشبہ رقم کی ضرورت ہے، مگر قومی ترقی سو فیصد پیسوں کی محتاج بھی نہیں۔ اس کا انحصار انسانی کوشش و محنت پر ہوتا ہے اور مجھے بھروسہ ہے کہ پاکستانی قوم ایسی محنتی اور ارادے کی پکی قوم ہے جو شاندار روایات کے مطابق ماضی میں ممتاز رہی ہے۔

ویلیکا ٹیکسٹائل ملز کا افتتاح ۔ ۲۶ ستمبر ۱۹۴۷ء

مزدوروں کا اطمینان ضروری ہے

مجھے امید ہے کہ آپ اپنے کارخانے کی منصوبہ بندی میں کارکنوں کے لئے مناسب رہائشی جگہ اور دیگر ضروری سہولتوں کا خیال رکھیں گے، کیونکہ مطمئن مزدوروں کے بغیر کوئی صنعت پھل پھول نہیں سکتی۔

ویلیکا ٹیکسٹائل ملز کا افتتاح ۔ ۲۶ ستمبر ۱۹۴۷ء

زراعت کے ساتھ ساتھ صنعت

اگر پاکستان کو دنیا کی سٹیج پر اپنے حصے کا کردار ادا کرنا ہے جو اس کے رقبے آبادی اور وسائل کے شایانِ شان ہو تو اسے زراعت کے ساتھ ساتھ صنعت کو بھی ترقی دینی ہوگی، اور اپنی معیشت کی بنیاد صنعت پر رکھنی ہوگی۔ اپنی مملکت کو صنعتی بنانے سے

ضروریات زندگی کے لئے دوسرے ملکوں کی محتاجی کم ہو جائے گی۔ لوگوں کو روزگار کے زیادہ مواقع فراہم ہوں گے اور مملکت کے وسائل میں بھی اضافہ ہوگا۔ قدرت نے ہمیں صنعت کے لئے خام مواد کے بے پناہ ذخائر عطا کئے ہیں۔ اب یہ ہم پر ہے کہ ان ذخائر اور وسائل کو مملکت اور عوام کی بہبود کے لئے زیادہ سے زیادہ استعمال میں لائیں۔

ولیکا ٹیکسٹائل ملز کا افتتاح ۔ ۲۶ ستمبر ۱۹۴۷ء

بے حد و حساب معدنی دولت

قدرت نے پاکستان کو بے حد و حساب معدنی دولت سے نوازا ہے، اور وہ زمین کے نیچے پڑی انتظار کر رہی ہے کہ اسے کھود کر استعمال میں لایا جائے۔

امریکی لوگوں سے خطاب (انٹرویو) فروری ۱۹۴۸ء

معیشت کا استحکام

صنعت و حرفت کے فروغ اور دولت کی افزائش کے معاملے میں ہم نہ تو تعصبات رکھتے ہیں اور نہ جھوٹا غرور۔ ہم اپنی موجودہ کمزوریوں سے خوب واقف ہیں۔ ہم ایسی بیرونی سرمایہ کاری کا یقیناً خیر مقدم کریں گے جس سے ہماری معیشت میں استحکام پیدا ہونے کا امکان ہو۔

آسٹریلیا کے لوگوں سے خطاب (انٹرویو) ۱۹ فروری ۱۹۴۸ء

— ایک اور قدم

ہر نئے کارخانے کا مطلب ہے، پاکستان کے معاشی استحکام اور عوامی خوشحالی کی شاہراہ پر ایک اور قدم!

بنگال آئل ملز کا افتتاح - ۲ر فروری ۱۹۴۸ء

تجارت اور کاروبار کی اہمیت

کاروبار اور بیرونی تجارت قوم کے لئے وہی حیثیت رکھتے ہیں جو خون جسم کے لئے۔ میں ایسے پاکستان کا تصور بھی نہیں کر سکتا جس میں تاجر نہ ہوں جس طرح کاشت کار یا سرکاری ملازمین کے بغیر پاکستان تصور میں نہیں آتا۔ اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ پاکستان میں تاجروں اور سوداگروں کا ہمیشہ خیر مقدم کیا جائے گا، اور وہ بھی اپنی جگہ اپنی تقدیریں بناتے وقت اپنی معاشرتی ذمہ داری سے غفلت نہ برتیں گے اور سب سے، چھوٹوں سے اور بڑوں سے یکساں اور منصفانہ سلوک کریں گے۔

چیمبرز آف کامرس، کراچی - ۲۷ر اپریل ۱۹۴۸ء

نجی سرمایہ کاری کا تحفظ

میں آپ کی توجہ حکومتِ پاکستان کی اس خواہش کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ ملک کو صنعتی بنانے کے ہر مرحلے پر نجی سرمایہ کاری کو شریکِ عمل رکھا جائے۔ حکومت نے اپنے انتظام و انصرام میں جن صنعتوں کو لے رکھا ہے ان میں جنگی نوعیت کا اسلحہ،

برقابی طاقت کی افزائش، ریلوے کے ڈبے بنانا، ٹیلیفون، تار اور بے تار برقی کے آلات بنانا۔ دوسری تمام صنعتی سرگرمیاں نجی سرمایے کے لئے کھلی رکھی گئی ہیں جسے ہر وہ سہولت دی جائے گی جو ایک حکومت صنعت کے قیام اور ترقی کے لئے دے سکتی ہے۔ حکومت ایسے حالات پیدا کرنے کی ہر ممکن کوشش کرے گی جن میں صنعت اور تجارت کو فروغ حاصل ہو سکتا ہے۔ پاکستان کے معدنی وسائل کے جائزے لئے جائیں گے، نقل وحمل کے ذرائع کی ترقی کے منصوبے بنائیں گے، بندرگاہیں تعمیر کی جائیں گی، صنعتی سرمایہ کاری کی کارپوریشن قائم کی جائے گی۔ پاکستان زرعی اعتبار سے براعظم ایشیا کا سب سے ترقی یافتہ ملک ہے۔ اسی طرح مجھے یقین ہے کہ اگر اس کی زرعی پیداوار کو صنعتوں کے قیام اور فروغ میں پورا پورا اور بہترین طریقے سے استعمال کیا جائے تو یہ اپنے عوام کی مشہور ومعروف کاریگری کی روایات اور جدید ٹیکنیک میں مہارت حاصل کرنے کی قابلیت کے ساتھ صنعت کے میدان میں بھی اپنا سکہ جمائے گا اور ایک گہرا مستقل اور منفرد نقش قائم کرے گا۔

کراچی چیمبرز آف کامرس - ۲۷ اپریل ۱۹۴۸ء

تجارت کی بین الاقوامیت

تجارت، ثقافت کی نسبت، کہیں زیادہ بین الاقوامی ہے۔ اس کا تقاضا ہے کہ آپ اس انداز میں کام کریں کہ آپ کے ہر اقدام سے پاکستان کی طاقت اور وقار میں اضافہ ہو۔ مجھے ذرا بھی شک نہیں کہ پاکستان کی تجارت میں کاروباری ساکھ،

دیانت اور طریق عمل کا اعلیٰ معیار قائم ہو جائے گا۔ اگر پاکستانی اشیاء کو اپنی ایک خاص اور منفرد شہرت بنانی ہے تو شروع ہی میں آج ہی سے مطلوبہ معیار قائم ہو جانا چاہیے میری یہ زبردست تمنا ہے کہ پاکستانی اشیاء معیار اور کوالٹی کے اعتبار سے دنیا کی تمام منڈیوں میں ایک علامت، ایک نمونہ، ایک مثال کی حیثیت میں جانی پہچانی جائیں۔ خدا کرے لفظ "پاکستان" مال کی عمدگی اور معیار کا مترادف ہو جائے۔

کراچی چیمبر آف کامرس - ۲۷ اپریل ۱۹۴۸ء

اپنی تقدیر خود بنائیے

میں اشتیاق اور دلچسپی سے معلوم کرتا رہوں گا کہ آپ کی "مجلس تحقیق" بنک کاری کے ایسے طریقے کیونکر وضع و اختیار کرتی ہے جو معاشرتی اور اقتصادی زندگی کے اسلامی تصورات کے مطابق ہوں۔ مغرب کے معاشی نظام نے انسانیت کے لئے لاینحل مسائل پیدا کر دیئے ہیں اور اکثر لوگوں کی رائے یہ ہے کہ مغرب کو اس تباہی سے کوئی معجزہ ہی بچا سکتا ہے جو مغرب کی وجہ سے دنیا کے سر پر منڈلا رہی ہے۔ مغربی نظام انسانوں کے مابین انصاف کرنے اور بین الاقوامی میدان میں آویزش اور چپقلش دُور کرنے میں ناکام رہا ہے بلکہ گذشتہ نصف صدی میں ہونے والی دو عظیم جنگوں کی ذمہ داری سراسر مغرب پر عائد ہوتی ہے۔ مغربی دنیا صنعتی قابلیت اور مشینوں کی دولت کے زبردست فوائد رکھنے کے باوجود انسانی تاریخ کے بدترین باطنی بحران میں مبتلا ہے۔ اگر ہم نے مغرب کا معاشی نظریہ اور نظام اختیار کیا تو عوام کی پُرسکون خوشحالی

حاصل کرنے کے اپنے نصب العین میں ہمیں کوئی مدد نہ ملے گی۔

اپنی تقدیر ہمیں اپنے منفرد انداز میں بنانی پڑے گی۔ ہمیں دنیا کے سامنے ایک مثالی معاشی نظام پیش کرنا ہے جو انسانی مساوات اور معاشرتی انصاف کے سچے اسلامی تصورات پر قائم ہو۔ ایسا نظام پیش کر کے گویا ہم مسلمانوں کی حیثیت میں اپنا فرض انجام دیں گے انسانیت کو سچے اور صحیح امن کا پیغام دیں گے کہ صرف ایسا امن ہی انسانیت کو جنگ کی ہولناکی سے بچا سکتا ہے۔ صرف ایسا امن ہی بنی نوع انسان کی خوشحالی اور خوشی کا امین و محافظ ہو سکتا ہے۔ سٹیٹ بنک آف پاکستان کا افتتاح - ۱۵ جولائی ۱۹۴۸ء

آپ کا اور پاکستان کا فائدہ

اب آپ آزاد پاکستان میں ہیں۔ حکومت ہزارہا لوگوں کو نہیں لے سکتی۔ یہ ناممکن ہے۔ سرکاری ملازمت حاصل کرنے کی تگ و دو میں ایک طرح کی مقابلہ بازی شروع ہو جاتی ہے جس سے احساس کمتری میں مبتلا ہونا ناگزیر ہے۔ حکومت میں صرف کچھ لوگوں کی کھپت ہو سکتی ہے اور جن باقی لوگوں کو کوئی سرکاری ملازمت نہیں ملتی وہ ہمیشہ اپنی مایوسی اور ناکامی کی وجہ سے ایسے لوگوں کے ہتھے چڑھ جاتے ہیں جو حکومت کے خلاف نعرہ بازی کر کے اپنا الو سیدھا کرنا چاہتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اب آپ کی توجہ، آپ کا ذہن، آپ کے مقاصد، آپ کی تمناؤں کا رخ دوسرے راستوں دوسرے میدانوں، دوسری منزلوں کی طرف ہو جانا چاہئیے جو آپ کے لئے کھلی پڑی

ہیں اور رفتہ رفتہ کھلتی جائیں گی۔ دستی کام اور محنت کرنے میں کوئی عار نہیں ہونا چاہئے۔ ہمارے ہاں ٹیکنیکل تعلیم کی زبردست گنجائش ہے کیونکہ ہمیں کاریگروں اور ہنرمندوں کی اشد ضرورت ہے۔ آپ معاشیات، بنکاری، تجارت، امور کاروبار قانون وغیرہ کی تعلیم حاصل کر سکتے ہیں جن سے کئی امکانات ترقی پیدا ہو گئے ہیں۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ نئی صنعتیں قائم ہو رہی ہیں۔ کارخانے لگ رہے ہیں۔ نئے بنک، نئی بیمہ کمپنیاں اور نئے تجارتی ادارے کھل رہے ہیں۔ یہ آپ کے سامنے کھلے ہوئے نئے میدان ہیں اور نئے راستے نئی منزلوں کی طرف لے جانے والے۔ ان کے متعلق غور کیجئے، توجہ دیجئے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ سرکاری ملازمت کی نسبت کہیں زیادہ فائدے میں رہیں گے۔ سرکاری ملازمت میں کیا رکھا ہے۔ صبح شام تک کلرکانہ ذہنیت میں گھرے رہنا اور انتہائی تکلیف دہ اور سوہان روح حالات میں زندگی بسر کرنا۔ اگر آپ تجارت، کاروبار اور صنعت و حرفت کی راہ پر چلیں گے تو آپ بہت زیادہ خوش رہیں گے، نہ صرف خوش بلکہ خوشحال بھی، اور خوشی اور خوشحالی کے مزید مواقع ہر وقت آپ کے منتظر رہیں گے۔ اس سے صرف آپ ہی کو فائدہ نہ پہنچے گا بلکہ پاکستان کو بھی فائدہ ہوگا۔

جلسہ تقسیم اسناد، ڈھاکہ - ۲۴ مارچ ۱۹۴۸ء

صحت مند اور تعمیری تنقید

ہر حکومت اپنی پالیسی اور اپنے پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کے سلسلے میں سست رفتار ہوتی ہے۔ انتظامیہ اپنی مخصوص چال کے مطابق آہستہ آہستہ چلتی ہے اور اس بات کا تعلق

ہر آزاد اور خود مختار انتظامیہ سے ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ہماری حکومت نے اپنے وجود اور اقتدار کے چند ماہ کے دوران میں ہمیشہ صحیح اور درست رہی ہے نہیں ایسا نہیں ہے۔ ہماری انتظامیہ میں اصلاح کی بڑی گنجائش ہے اور جن لوگوں کے ہاتھ میں حکومت ہے ان کو بھی اصلاح کی ضرورت ہے۔ صوبوں اور مرکز کے وزراء اور خود میری ذات سب قابلِ اصلاح ہیں۔ ہر نئے دن ہمیں نئے سبق اور نئے تجربے حاصل ہو رہے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اب آپ ایک آزاد اور خود مختار مملکت کے شہریوں کی حیثیت میں خود کو سربلند رکھیں۔ جب آپ کی حکومت اچھا کام کرے تو تعریف کیجئے۔ ہر وقت نکتہ چینی، عیب جوئی اور وزارت یا عہدہ داروں کے خلاف تخریبی تنقید سے لذت حاصل کرنے کی پرانی عادت ترک کر دیجئے —— یہ آپ کی اپنی حکومت ہے۔ یہ سابقہ حکومتوں سے بالکل مختلف ہے۔ ہاں جب حکومت کوئی غلط کام کرے تو بے خوفی سے تنقید کیجئے۔ میں صحت مند اور تعمیری تنقید کا خیر مقدم کرتا ہوں۔

ایڈورڈ کالج پشاور ۱۸ اپریل ۱۹۴۸ء

سیاسی نظام کا زہریلا مادہ

اس میں شک نہیں کہ ہمارے ہاں بدقسمتی سے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو خود غرض ہیں۔ مجھے خوب معلوم ہے کہ ہم میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو خود غرض ہیں۔ میں خوب جانتا ہوں کہ ہم میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو رشوت ستانی اور اقربا پروری کے مجرم ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ واقعات پر ہماری گہری نظر ہے۔ جو کچھ غلط ہے، وہ

ہماری نگاہوں سے اوجھل نہیں ہے اور اس میں بھی ذرا شک نہیں ہے کہ ہم عنقریب اپنی غلطیوں اور برائیوں کا ایکسرے کریں گے اور اپنے سیاسی نظام سے زہریلا مادہ نکال باہر کریں گے لیکن آپ کو کسی قدر صبر سے کام لینا پڑے گا۔ ہمیں موقع دیجئے اور مناسب وقت۔

جلسۂ عام، پشاور ۔ ۲۰ اپریل ۱۹۴۸ء

چور بازاری کرنے والوں کے لئے سزا

چور بازاری ایک لعنت ہے۔ میں جانتا ہوں کہ چور بازاری کرنے والوں کو اکثر پکڑا جاتا ہے اور سزا دی جاتی ہے۔ کبھی کبھی حوالات بھیجا جاتا ہے، کبھی جرمانہ عائد کر دیا جاتا ہے لیکن اس موذی مرض سے نمٹنے کے لئے زیادہ سختی اور بے دردی کی ضرورت ہے جو معاشرے کے خلاف ایک زبردست جرم کی حیثیت اختیار کر چکا ہے اور بالخصوص ہمارے ان بگڑے ہوئے حالات میں جبکہ ہم خوراک اور دوسری ضروریاتِ زندگی کی قلت کے شکار ہو گئے ہیں۔ پاکستان کا جو شہری چور بازاری کا ارتکاب کرتا ہے، وہ میرے خیال میں گھناؤنے سے گھناؤنے جرم سے بھی زیادہ گھناؤنے جرم کا مرتکب ہے۔ یہ لوگ خوراک اور دیگر اشیائے خوردنی کی ترسیل اور بہم رسانی کے پورے نظام کو درہم برہم کر کے اجتماعی بھوک، محتاجی اور حتیٰ کہ انسانوں کی موت کا سبب بنتے ہیں۔ ضروری ہے کہ ان کے لئے سخت سے سخت سزائیں تجویز کر کے ان کا قلع قمع کر دیا جائے۔

دستور ساز اسمبلی سے خطاب ۔ ۱۱ اگست ۱۹۴۷ء

گہرا، مستقل اور منفرد نقش

ہم ایسے حالات پیدا کرنے کی ہر ممکن سعی کریں گے جن سے صنعت و تجارت کو فروغ حاصل ہو۔ پاکستان کے معدنی وسائل کے جائزے لئے جائیں گے، ملک کی برقابی طاقت میں اضافہ کیا جائے گا۔ نقل و حمل کے ذرائع کی ترقی کے منصوبے بنائے جائیں گے۔ بندرگاہیں تعمیر کی جائیں گی اور صنعتی سرمایہ کاری کی کارپوریشن قائم کی جائے گی۔ پاکستان زرعی اعتبار سے برعظیم ایشیا کا سب سے ترقی یافتہ ملک ہے .... مجھے یقین ہے کہ اگر اس کی زرعی پیداوار کو صنعتوں کے قیام اور فروغ کے لئے سوجھ بوجھ سے استعمال کیا جائے تو پاکستان اپنے عوام کی مشہور و معروف کاری گری اور ہنرمندی کی روایات اور جدید تیکنیک میں، فوراً مہارت حاصل کرنے کی قابلیت کے ساتھ صنعت کے میدان میں گہرا، مستقل اور منفرد نقش قائم کرے گا۔

کراچی چیمبر آف کامرس سے خطاب — ۲۷، اپریل ۱۹۴۸ء

انتظامیہ — فرائض اور حقوق

عوام کے سچے خادم

آپ کو ادنیٰ ملازم کی حیثیت میں اپنا فرض بجالانا ہے۔ اِس سیاسی جماعت یا اُس سیاسی جماعت سے آپ کا کوئی تعلق نہیں۔ یہ آپ کا کام نہیں۔ یہ سیاست دانوں کا کام ہے کہ وہ اپنے موقف کی حمایت میں موجودہ آئین یا آئندہ بننے والے آئین کے تحت دوسروں سے لڑیں اور ان کو قائل کریں۔ آپ محض سول ملازمین ہیں۔ جو بھی جماعت اکثریت حاصل کرے گی، وہ حکومت کرے گی اور آپ کا فرض ہے کہ آپ اس حکومت کی خدمت کریں، سیاست داں کی حیثیت میں نہیں بلکہ خادم کی حیثیت میں۔ ایسا آپ کیونکر کر سکتے ہیں؟ جو حکومت اس وقت برسرِ اقتدار آئی ہے، اسے بھی اپنی ذمہ داریوں کا بخوبی احساس ہونا چاہئے، یہ کہ وہ آپ کو اِس سیاسی جماعت یا اُس سیاسی جماعت کے لئے استعمال نہ کرے۔ مجھے معلوم ہے کہ قدیم روایت، قدیم ذہنیت، قدیم نفسیات ہماری گھٹی

میں پڑی ہوئی ہے اور ان سے نجات پانا آسان نہیں، لیکن اب یہ آپ کا فرض ہے کہ اس وزیر یا وزارت کی خفگی مول لے کر بھی جو آپ کے فرائض کی انجام دہی میں مداخلت کرتا ہے، عوام کے سچے خادم کی حیثیت میں کام کریں۔

سرکاری ملازمین سے خطاب چٹاگانگ ۲۵ مارچ ۱۹۴۸ء

عوام کی حکومت ـــــ عوام کے سامنے جوابدہ

میں چاہتا ہوں کہ آپ اس انقلابی تبدیلی کے گہرے اثرات و نتائج کا پورا پورا احساس کریں۔ آپ خواہ کسی بھی فرقے، ذات یا نسل سے تعلق رکھتے ہوں، بہر حال اب آپ پاکستان کے خادم ہیں۔ خادم اپنے فرائض اور اپنی ذمہ داریوں سے صرف خدمت کر کے ہی عہدہ برآ ہو سکتے ہیں۔ وہ دن گئے جب ہمارے ملک پر نوکر شاہی کا راج تھا۔ یہ عوام کی حکومت ہے اور عوام کے سامنے جوابدہ ـــــ صحیح جمہوری خطوط اور پارلیمانی روایات کے مطابق۔

افسرانِ حکومت سے خطاب چٹاگانگ ۲۵ مارچ ۴۸ء

عوام سے سلوک ـــــ ایک اصول

مجھے لوگوں کی ہر قسم کی شکایات پر مشتمل عرضداشتیں اور قراردادیں ہر وقت موصول ہوتی رہتی ہیں۔ ممکن ہے، ان شکایات کا کوئی جواز نہ ہو۔ ممکن ہے، ان کی کوئی بنیاد نہ ہو۔ ممکن ہے، ان کو کسی وجہ سے غلط فہمی ہو۔ ممکن ہے، ان کو گمراہ کیا گیا ہو۔ ان تمام صورتوں میں، میں عرصے سے ایک خاص طریقے پر عمل کرتا آرہا ہوں اور وہ یہ کہ میں کسی

سے اتفاق کروں یا نہ کروں، خواہ مجھے یہ خیال ہو کہ شکایات بے جا اور تصوراتی ہیں، خواہ مجھے پکا یقین ہو کہ وہ غلط فہمی میں مبتلا ہے، لیکن میں ہمیشہ صبر و تحمل سے کام لیتا ہوں۔ اگر آپ بھی کسی شخص یا کسی ادارے یا تنظیم سے معاملہ کرتے وقت صبر و تحمل سے کام لیں تو بالآخر آپ فائدے میں رہیں گے۔ لوگ جب آپ سے ملاقات کر کے واپس جائیں تو ان کو یہ احساس نہیں ہونا چاہئے کہ آپ ان سے نفرت کرتے ہیں، آپ نے ان کی توہین کی ہے آپ بے دلی سے ملے ہیں، آپ خوش اخلاقی سے پیش نہیں آئے۔ اگر آپ میرے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کریں گے تو یقین کیجئے کہ آپ لوگوں سے عزت و احترام حاصل کریں گے۔

افسرانِ حکومت سے خطاب، چاٹگام - ۲۵ مارچ ۱۹۴۸ء

آپ حاکم نہیں!

آپ خواہ کسی بھی محکمے میں کام کرتے ہوں، لوگوں کے ساتھ آپ کا برتاؤ اور سلوک خوش اخلاقی پر مبنی ہونا چاہئے۔ ماضی کی بدنام روایات کو اب طاق میں رکھ دیجئے اب آپ حاکم نہیں رہے۔ اب آپ برسرِ اقتدار طبقے یا جماعت میں نہیں رہے۔ اب آپ ملازم اور خادم ہیں۔ لوگوں کو یہ محسوس کروا دیجئے کہ آپ ان کے ملازم اور دوست ہیں۔ عزت و تکریم، انصاف اور غیر جانبداری کا اعلیٰ ترین معیار قائم کیجئے۔ اگر آپ ایسا کرینگے تو لوگ آپ پر اعتماد کریں گے اور آپ کو اپنا دوست اور بہی خواہ سمجھیں گے۔ میں ماضی کی ہر چیز کو مسترد نہیں کرنا چاہتا۔ ایسے لوگ ہمارے ہاں موجود تھے جنہوں نے اپنی

خدمات اور اپنے فرائض خوش اسلوبی اور دیانت سے سرانجام دیئے۔ انہوں نے حاکموں کی حیثیت میں اکثر صورتوں میں انصاف بھی کیا، لیکن لوگوں کو یہ محسوس نہیں ہوتا تھا کہ ہم سے انصاف اس لئے ہوا ہے کہ انصاف ہونا ہی چاہئے تھا، بلکہ وہ یوں محسوس کرتے تھے کہ حکام بالا نے ہم پر خاص نظر عنایت کی ہے۔ انہیں محبت کی گرمی محسوس نہیں ہوتی تھی، بلکہ جب بھی ان کا سابقہ سرکاری عہدہ داروں سے پڑتا تھا، انہیں عجب سرد مہری اور حاکمانہ رعب ملتا تھا۔ اب وہ سرد مہری ختم ہو جانی چاہئے۔ حاکمیت اور خواہ مخواہ کے رعب کا وہ تاثر ختم ہو جانا چاہئے۔ یہ تاثر کہ آپ حکمران ہیں، اب ختم ہو جانا چاہئے۔ اپنے عوام کو سمجھنے کی کوشش کیجئے۔ محبت، شفقت اور ملنساری سے ان کے معاملات سلجھائیے۔ کبھی کبھی کسی ضدی اور باتونی شخص سے مل کر آپ کو تکلیف ہوگی جو بار بار ایک ہی رٹ لگائے جائے گا۔ لیکن برداشت کیجئے، صبر و تحمل سے کام لیجئے اور اسے احساس دلائیے کہ اس کے ساتھ انصاف ہوگا، ضرور ہوگا۔

سرکاری ملازمین سے خطاب چٹاگانگ ۲۵ مارچ ۱۹۴۸ء

وطن پرستانہ مساعی

یاد رکھئے کہ آپ کی حکومت آپ کے ذاتی باغ کی مانند ہے۔ آپ کے باغ کے پھلنے پھولنے اور پروان چڑھنے کا انحصار اس پر ہے کہ آپ اس کی کتنی نگہبانی کرتے ہیں اور اس کی کیاریوں اور روشوں کو بنانے سنوارنے میں کس قدر محنت کرتے ہیں

اسی طرح آپ کی حکومت بھی صرف آپ کی وطن پرستانہ، مخلصانہ اور تعمیری کوششوں کی بنا پر ترقی کر سکتی ہے۔ حکومت میں اصلاح کا واحد طریقہ آپ کی بے لوث محنت ہے۔

اسلامیہ کالج پشاور — ۱۲ اپریل ۱۹۴۸ء

انتظامیہ پر عظیم ذمہ داری

حکومتیں بنتی ہیں اور حکومتیں گرتی ہیں۔ وزرائے اعظم آتے ہیں اور وزرائے اعظم جاتے ہیں۔ وزیر آتے ہیں اور وزیر جاتے ہیں، لیکن آپ لوگ وہیں رہتے ہیں۔ اس طرح آپ کے کندھوں پر ایک عظیم ذمہ داری آجاتی ہے۔ آپ کا اس سیاسی جماعت یا اس سیاسی جماعت اور اس سیاسی لیڈر یا اس لیڈر کی حمایت کرنے میں کوئی ہاتھ نہ ہونا چاہئے۔ شاید وزراء کی ناز برداری سے الگ رہ کر آپ کو ان کے عتاب کا نشانہ بننا پڑے آپ کو اس لئے بھی تکلیف پہنچ سکتی ہے کہ آپ غلط کام کے بجائے صحیح کام کیوں کر رہے ہیں۔ آپ کو قربانی دینی ہو گی اور میں آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ آگے بڑھیں اور قربانی دیں، خواہ آپ بلیک لسٹ ہو جائیں یا پریشانی اور تکلیف میں مبتلا کر دیئے جائیں آپ کی انہی قربانیوں سے حالات بدلیں گے۔

افسران حکومت سے خطاب، پشاور ۱۴ اپریل ۱۹۴۸ء

مکمل تعاون اور ہم آہنگی

مجھے آپ سے یہ کہنا ہے کہ ایک دوسرے سے مکمل تعاون اور ہم آہنگی کے ساتھ

کام کیجئے، ذہن میں یہ رکھتے ہوئے کہ اسے اپنے اپنے دائرہ عمل کی حدود میں رہنا ہے اگر آپ اپنی جگہ عزمِ صمیم اور جوش وخروش سے آغاز کار کریں تو مجھے امید ہے کہ انہیں (سیاست دان) بھی احساس ہو جائے گا کہ اس محکمے یا اس محکمے، اس افسر یا اس افسر پر اپنا اثر و رسوخ ڈال کر وہ ایک بہت بڑی بدی کی عمارت کھڑی کر رہے ہیں اور سرکاری ملازمین کا اخلاق خراب کر رہے ہیں۔ اگر آپ اپنی جگہ ارادے کے ساتھ اڑے رہے تو آپ اپنی قوم کی زبردست خدمت سرانجام دیں گے۔ مجھے معلوم ہے کہ سرکاری ملازمین پر دباؤ ڈالنا اور رسوخ جمانا سیاست دانوں اور سیاسی جماعتوں کے سربرآوردہ لوگوں کی ایک عام بیماری ہے، لیکن مجھے امید ہے کہ آج سے آپ میری اس عاجزانہ نصیحت کے مطابق عمل کرنے کا ارادہ اور عہد کرلیں گے۔

افسرانِ حکومت سے خطاب، پشاور ۱۴ اپریل ۱۹۴۸ء

بے خوفی اور بے غرضی

پہلی بات جو میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں، یہ ہے کہ آپ کو کسی قسم کے سیاسی دباؤ میں نہیں آنا چاہیے۔ آپ کو کسی سیاسی جماعت یا کسی سیاست دان کا اثر نہیں لینا چاہیے اگر آپ واقعی پاکستان کا وقار بلند کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو کسی طرح کے دباؤ کا شکار نہیں ہونا چاہیے، بلکہ عوام اور مملکت کے سچے خادم کی حیثیت میں اپنا فرض بے خوفی اور بے غرضی سے بجالاتے رہیے۔ خدمتِ مملکت کے لئے وہی حیثیت رکھتی ہے جو ریڑھ کی ہڈی جسم کے لیے۔

افسرانِ حکومت سے خطاب، پشاور ۱۴ اپریل ۱۹۴۸ء

اقربا نوازی، ایک لعنت

اچھی اور بری دیگر چیزوں کے ساتھ فرض ناشناسی اور اقربا نوازی وغیرہ کی لعنتیں بھی ہمارے حصے میں آئی ہیں۔ ہمیں ان برائیوں کو بے دردی سے کچل دینا چاہئے میں یہ امر واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ خیانت اور اقربا نوازی سے بالواسطہ یا بلاواسطہ مجھ پر اثر ڈلوانے کی کسی کوشش کو میں ہرگز برداشت نہیں کروں گا۔ جہاں مجھے معلوم ہوا کہ فلاں جگہ ایسا ہو رہا ہے پھر کوئی خواہ کتنا ہی بڑا یا چھوٹا کیوں نہ ہو، اسے ہرگز معاف نہیں کروں گا۔

دستور ساز اسمبلی سے خطاب۔ ۱۱ اگست ۱۹۴۷ء

دشمنوں کو موزوں جواب

ہمارے دشمنوں کی ریشہ دوانیوں کا موزوں ترین جواب یہ ہے کہ ہم اپنی مملکت کو مضبوط اور مستحکم بنیادوں پر تعمیر کرنے کا عزم صمیم کر لیں۔ ایک ایسی مملکت جو ہمارے بچوں کے لئے موزوں جگہ ثابت ہو۔ اس کے لئے کام کی ضرورت ہے اور بہت زیادہ کام کی۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ جنگ کے دنوں میں آپ میں سے اکثر حضرات پر شدید مشقت کا بار پڑ چکا ہے اور اب آپ کو آرام کی ضرورت ہے۔ مگر یاد رکھئے کہ ہمارے لئے جنگ ابھی ختم نہیں ہوئی بلکہ ابھی شروع ہوئی ہے اور اگر ہم اس جنگ میں فتح حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں انتہائی جد و جہد سے کام لینا پڑے گا۔ یہ زمانہ اپنی ذاتی ترقی، اپنے آپ کو آگے بڑھانے اور بڑی جگہوں کے لئے تگ و دو کرنے کا نہیں ہے۔ یہ وقت ہے تعمیری کام کا، بے غرض خدمت کا، بے لوث ادائیگیٔ فرض کا۔ آپ کو اپنے قول

اور فعل دونوں سے اپنے عوام میں ایک نئی روح پھونکنی ہے۔ انہیں یہ محسوس کرائیے کہ وہ ایک مقصدِ عظیم کے لئے کام کر رہے ہیں۔ ایک ایسے مقصد کے لئے جو ہر قربانی کا مستحق ہے۔ ہمیں خدا نے ایک نئی مملکت کا معمار بننے کا شرف عنایت کیا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ کہیں، ہم اس کے اہل ثابت نہیں ہوئے۔

کراچی میں افسرانِ حکومت سے خطاب۔ ۱۱ر دسمبر ۱۹۴۷ء

دفاعِ وطن

یہ شیر خوار بچہ

جنگ سے نڈھال انسانیت اقوامِ متحدہ کی طرف امید و بیم کے جذبات کے ساتھ دیکھ رہی ہے، کیونکہ بنی نوع انسان کی نجات اور تہذیب حاضرہ کا مستقبل اس بات پر موقوف ہے کہ یہ ادارہ جنگ کے اسباب اور امن عالم کو لاحق ہونے والے خطروں کو دور کرنے میں کہاں تک کامیاب ہوتا ہے۔ پاکستان جو حال ہی میں اقوامِ متحدہ کا رکن بنا ہے، اس ادارے کی تقویت کے لئے حتی المقدور کوشش کرے گا اور جو نصب العین اس ادارے نے اپنے سامنے رکھے ہیں، ان کو حاصل کرنے میں مدد دے گا۔ ہر چند ہم اقوامِ متحدہ کے منشور کی پوری تائید کرتے ہیں، پھر بھی اپنے دفاع کی طرف سے غافل نہیں رہ سکتے۔ کیونکہ اقوامِ متحدہ کا ادارہ خواہ کتنا مضبوط کیوں نہ ہو جائے، اپنے وطن کے دفاع کی بنیادی ذمہ داری ہماری ہی رہے گی اور اس لئے ضروری ہے کہ پاکستان تمام خطرات اور آنے والے حوادث کا مقابلہ کرنے کے

لئے بالکل تیار رہے۔ اس ناقص دنیا میں کمزوری اور نہتاپن دوسروں کو حملہ کرنے کی دعوت دینے کے مترادف ہے۔ لیکن امنِ عالم کی بہترین خدمت یونہی ہو سکتی ہے کہ ہم ان لوگوں کو جو ہمیں کمزور سمجھ کر ہم پر حملہ کرنے یا چھا جانے کی نیت رکھتے ہوں، موقع نہ دیں۔ یہ صرف اس وقت ہو سکتا ہے جب ہم اتنے مضبوط ہو جائیں کہ کسی کو ہماری طرف بُری نیت سے دیکھنے کی جرأت نہ ہو سکے۔ پاکستان ابھی شیرخوار بچہ ہے۔ یہی حال اس کی بحری طاقت نیز افواج کے دیگر شعبوں کا ہے مگر یہ شیرخوار بچہ بڑا ہونے کا عزم کر چکا ہے اور انشاء اللہ اس قدر جلد بڑا ہو گا کہ لوگوں کے قیاس میں بھی نہیں آ سکتا۔ پاکستان نیوی سے خطاب - ۲۳ جنوری ۱۹۴۸ء

میں تنہا لڑوں گا

خدا کی قسم، جب تک ہمارے دشمن ہمیں اٹھا کر بحیرۂ عرب میں نہ پھینک دیں ہم ہار نہ مانیں گے۔ پاکستان کی حفاظت کے لئے میں تنہا لڑوں گا، اس وقت تک لڑوں گا جب تک میرے ہاتھوں میں سکت اور میرے جسم میں خون کا ایک قطرہ بھی موجود ہے۔ مجھے آپ سے یہ کہنا ہے کہ اگر کوئی ایسا وقت آ جائے کہ پاکستان کی حفاظت کے لئے جنگ لڑنی پڑے تو کسی صورت میں ہتھیار نہ ڈالیں اور پہاڑوں میں جنگلوں میں، میدانوں میں اور دریاؤں میں جنگ جاری رکھیں۔

افواجِ پاکستان سے خطاب۔

خدارا، لوگ یہ نہ کہیں

خدا نے ہمیں یہ سنہری موقع عطا کیا ہے کہ ہم ثابت کر دکھائیں کہ ہم واقعی ایک نئی مملکت کے معمار ہونے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ خدارا، کہیں لوگ ہمارے متعلق یہ نہ کہیں کہ ہم یہ بار اٹھانے کے قابل ہی نہ تھے۔

افواجِ پاکستان کے افسروں سے خطاب، کراچی۔ ۱۱ اکتوبر ۱۹۴۷ء

دشمنوں کے ہتھکنڈوں کا صحیح جواب

کیا ہماری یہ قربانیاں جو ہم نے پیش کی ہیں، رائیگاں جائیں گی؟ کیا ہم ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں گے اور اپنے نقصانات پر کڑھتے رہیں گے؟ اگر ہم ایسا کریں گے تو گویا ہم وہی کچھ کریں گے جس کی توقع ہمارے دشمن ہم سے لگائے ہوئے ہیں۔ گویا ہم ان کے اشاروں پہ ناچ رہے ہوں گے اور بہت جلد ہماری سلامتی اور عزت بھی ان کے رحم و کرم پہ ہو گی۔ ہمارے دشمنوں کی خواہشوں اور ہتھکنڈوں کا بہترین جواب یہ ہے کہ ہم اپنے پاکستان کی تعمیر و ترقی کے لئے عزمِ صمیم کر لیں —— ایک ایسی اچھی اور عظیم مملکت جو ہماری آنے والی نسلوں کے رہنے کے قابل ہو۔ اس شاندار نصب العین کا تقاضا ہے، کام، کام، کام۔

افواجِ پاکستان کے افسروں سے خطاب، کراچی،
۱۱ اکتوبر ۱۹۴۷ء

ہماری تاریخ بہادری کی تاریخ ہے

آپ کو صرف اپنے آباؤ اجداد کی طرح مجاہدانہ جذبہ پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ آپ اس قوم سے تعلق رکھتے ہیں جس کی تاریخ بہادری، شجاعت اور بلندیٔ کردار کی بے شمار مثالوں سے بھری پڑی ہے۔ ان روایات کے مطابق زندگیاں بنائیے اور اس تاریخ میں ایک اور درخشاں باب کا اضافہ کیجیے۔

جلسۂ عام لاہور۔ ۳۰ اکتوبر ۱۹۴۷ء

ایک باب کا اضافہ اور

آپ کا خمیر فولادی قوتوں سے اٹھا ہے اور ہمت کے معاملے میں دنیا میں کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔ پھر آخر آپ دوسروں کی طرح کامیاب کیوں نہیں ہو سکتے؟ خاص طور پر اپنے آباؤ اجداد کی طرح کی کامیابی۔ آپ کو اپنی ذات میں فقط "مجاہدوں" کی سی سیرت پیدا کرنے کی ضرورت ہے آپ ایسی قوم ہیں جس کی تاریخ حیرت انگیز طور پر بلند کردار، بلند حوصلہ، شجاع اور اولوالعزم ہستیوں سے بھری پڑی ہے۔ اپنی روایات کی رسی مضبوطی سے تھام لیجیے اور اپنی تاریخ میں شان و شوکت کے ایک اور باب کا اضافہ کیجیے۔

لاہور کے جلسہ عام سے خطاب، ۳۰ اکتوبر ۱۹۴۷ء

اسلامی روایات پر عمل کرتے ہوئے

میں چاہتا ہوں کہ آپ سب مکمل اتحاد اور باہمی تعاون سے کام کریں۔ ان تمام خطروں کا مل جل کر مقابلہ کریں جو آج ہمیں درپیش ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ہم ان مشکلات اور خطروں سے

کامیابی سے گزر جائیں گے۔ پاکستان کی عزت اور وقار کو اور بھی بلند کرتے ہوئے، اسلام کی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے اور اپنے قومی پرچم کو لہراتے ہوئے۔

افواجِ پاکستان سے خطاب — ۸ر نومبر ۱۹۴۷ء

اصل چیز زندگی نہیں

پاکستان کے دفاع کو مضبوط بنانے میں آپ میں سے ہر ایک کو اپنی اپنی جگہ الگ الگ انتہائی اہم کردار ادا کرنا ہے۔ اس لئے آپ کا نعرہ یہ ہونا چاہئے: ایمان، تنظیم اور ایثار۔ آپ اپنی تعداد کے کم ہونے پر نہ جائیے۔ اس کمی کو آپ کو ہمت و استقلال اور بے لوث فرض شناسی سے پورا کرنا پڑے گا، کیونکہ اصل چیز زندگی نہیں ہے بلکہ ہمت، صبر و تحمل اور عزم صمیم ہیں جو زندگی کو زندگی بنا دیتے ہیں۔

جہاز دلاور کے افتتاح پر۔ ۲۳ر جنوری ۱۹۴۸ء

زمانے کے مطابق چلئے

اس مشینی زمانے میں جبکہ انسان کی گمراہ ذہانت تباہی و بربادی کے نئے نئے انجن ہر روز ایجاد کرتی رہتی ہے، آپ کو زمانے کے مطابق چلنا پڑے گا اور اپنے علم، ساز و سامان اور اسلحے کو جدید تکنیک کے مطابق رکھنا پڑے گا۔ اس لئے نہیں کہ ہم اپنے کسی پڑوسی کے خلاف بری نیت رکھتے ہیں، بلکہ اس لئے کہ ہماری سلامتی کا یہ بنیادی تقاضا ہے کہ ہم کمزور نہ رہیں، ہم پر کوئی اچانک حملہ نہ کر سکے۔ اس سے زیادہ ہماری کوئی

خواہش نہیں ہے کہ ہم امن و امان کے ساتھ رہیں اور دوسروں کو امن و امان سے رہنے دیں اور بیرونی مداخلت کے بغیر اپنے نقطۂ نظر کے مطابق اپنے ملک کو ترقی دیں اور عام انسان کی زندگی کو بہتر سے بہتر بنائیں۔ بے شک یہ بہت مشکل اور کٹھن کام ہے لیکن اگر ہم شوق اور خلوص سے کام کرنے کا عزم کریں، اگر ہم اپنی قوم کے اجتماعی مفاد کی خاطر بڑی سے بڑی قربانیاں دینے کے لئے آمادہ اور تیار رہیں تو ہم اپنا نصب العین بہت جلد حاصل کر لیں گے۔

بری فوج کے جوانوں سے خطاب۔ ۲۱ فروری ۴۸ء

ابھی جنگ جاری ہے

ہم نے پاکستان کی آزادی کی جنگ تو جیت لی ہے، لیکن اس آزادی کو برقرار رکھنے اور پاکستان کو مستحکم اور مضبوط بنیاد پر تعمیر کرنے کی سنگین تر جنگ ابھی جاری ہے اور اگر ہمیں ایک عظیم قوم کی حیثیت میں زندہ و پائندہ رہنا ہے تو یہ جنگ اس وقت تک جاری رہے گی جب تک ہم کامیابی حاصل نہیں کر لیتے۔ یہ قدرت کا اٹل قانون ہے کہ جو بہترین ہے، وہی بچ رہتا ہے باقی مر جاتے ہیں۔ ہمیں ثابت کرنا ہے کہ ہم اس نئی نئی حاصل شدہ آزادی کے شایانِ شان ہیں۔ آپ نے دنیا کو نسطائیت اور آمریت کے پنجوں سے بچانے، آپ نے دنیا میں جمہوریت کو جاری ساری کرنے کے لئے کرۂ ارض کے مختلف اور دور دراز حصوں میں جا کر عین میدانِ جنگ میں

دادِ شجاعت حاصل کی ہے۔ اب آپ کو اپنی پاک سرزمین میں اسلامی جمہوریت، اسلامی معاشرتی انصاف اور انسانی مساوات کے اصولوں کے احیاء اور فروغ کی پاسبانی کرنی ہے۔ اس اہم کام کے لئے آپ کو ہمہ تن، ہمہ وقت تیار اور ہوشیار رہنا پڑے گا۔ سستانے کا موقع ابھی نہیں آیا ہے۔ ایمان، تنظیم اور بے لوث فرض شناسی کے زریں اصولوں پر کاربند رہیں تو کوئی شے ایسی نہیں جسے آپ حاصل نہ کر سکیں۔

افواجِ پاکستان سے خطاب، کراچی - ۲۱ فروری ۱۹۴۸ء

بنگال کے مسلمانوں کی عسکری قوت

بنگال کے لوگوں کے مجاہدانہ جذبے اور فوجی سپرٹ سے تاریخ کے صفحات اٹے پڑے ہیں۔ خاص طور پر مسلمانوں نے بنگال کی تاریخ میں جو کارنامے سرانجام دیئے ہیں وہ کسی سے چھپے ہوئے نہیں۔ یہ تلخ حقیقت بھی کسی سے چھپی ہوئی نہیں کہ آپ کی دوسری اعلےٰ صفات کی طرح فوجی صلاحیت اور جذبۂ شجاعت کو بھی سختی سے کچل دیا گیا۔ دہکتے ہوئے شعلے پر راکھ کا ڈھیر ڈال دیا گیا اور رفتہ رفتہ نوبت یہاں تک پہنچی کہ یہ کہا جانے لگا کہ بنگال فوجی مقاصد کے اعتبار سے کمتر ہے۔ اب آزاد پاکستان میں، جو دنیا کی عظیم ترین اقوام کی پہلی صف میں شامل ہے، آپ کو اپنی دبی ہوئی چنگاری کو شعلہ بنانے، جذبۂ شجاعت کو ابھارنے اور فوجی صلاحیت کو بحال کرنے کے سلسلے میں ہر موقع ملے گا اور دنیا خود دیکھ لے گی کہ بنگال کیا کچھ کر سکتا ہے۔ یہ سب کچھ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ مجھے

یقین ہے کہ پاکستان کے دفاع اور سلامتی کے سلسلے میں آپ کو اپنی ذمہ داریوں کا کامل احساس ہے اور مجھے یقین ہے کہ آپ اس کے دفاع اور سلامتی کے لئے اپنی جان کی بازی لگانے کے لئے تیار ہیں۔

ایک فوجی پریڈ سے خطاب۔ ۲۰ مارچ ۱۹۴۸ء

فضائیہ کو مضبوط بنائیے

اس میں کوئی شک نہیں کہ جو ملک مضبوط فضائیہ نہیں رکھتا، وہ اپنے دشمن کے رحم و کرم پر ہے۔ پاکستان کو چاہیئے کہ جلد سے جلد اپنی فضائی طاقت کو مضبوط سے مضبوط تر بنائیے۔ ایک ایسی قابل مستعد اور ہوشیار فضائیہ جس کا ثانی دنیا میں اور کوئی نہ ہو۔ ایک ایسی فضائیہ جو پاکستان کے دفاع میں بری اور بحری طاقتوں کی دست و بازو ثابت ہو۔

فضائی فوج سے خطاب، رسالپور۔ ۱۳ اپریل ۱۹۴۸ء

اصل چیز جذبۂ شوق ہے

ہوائی جہازوں اور ان کے عملے کی تعداد سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اصل چیز فضائیہ میں جذبۂ پُرشوق اور سخت نظم و ضبط ہے۔ میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ صرف نظم و ضبط اور خود اعتمادی ہی سے پاکستان کی فضائیہ پاکستان کے شایانِ شان بن سکتی ہے۔

فضائی فوج سے خطاب، رسالپور

۱۳ اپریل ۱۹۴۸ء

نظم و ضبط اور وفاداری

آپ جیسی رجمنٹ کی تشکیل کے لیے جن اوصاف کی ضرورت ہوتی ہے، وہ انتہائی بلند اور اعلیٰ ہیں، مثلاً محنت اور شدید نظم و ضبط، وفاداری، بے لوث فرض شناسی اور زبردست قوت برداشت۔ بے شک آدمی ہر وقت اعلیٰ اوصاف کے متعلق نہیں سوچتا رہتا۔ لیکن وہ آدمی ہی کیا جو اوصاف کے تجزیے اور امتحان میں ناکام ہو جائے۔ تمام اوصاف کا لب لباب یہ ہے کہ "اپنی رجمنٹ سے وفاداری"۔ آپ کی رجمنٹ کا جھنڈا، رجمنٹ کے مقاصد کا نشان اور ترجمان ہے جس طرح کہ آپ پاکستان کے مقاصد کا نشان اور ترجمان ہیں۔ جنگوں اور

لڑائیوں میں جو کارنامے آپ نے سرانجام دیئے ہیں، ان کی تعریف و توصیف کرنا میرا کام نہیں ہے یہ تاریخ اور وقائع نگاری کا کام ہے لیکن یہاں میں یہ ضرور کہوں گا کہ مجھے آپ کے شاندار اور جرأت مندانہ کارناموں پر فخر ہے۔ لیکن یاد رکھئے کہ ایک رجمنٹ کا کام فقط یہی نہیں ہوتا کہ میدانِ جنگ میں اگلے مورچوں پر ڈٹی رہے اور دشمن کی صفوں میں ہلچل مچا دے۔ آپ کے سامنے امن کا زمانہ کھلا پڑا ہے جو مجھے یقین ہے کہ عرصۂ جنگ کے مقابلے میں زیادہ طویل ہے۔

پنجاب مشین گن رجمنٹ۔ پشاور

۱۵ر اپریل ۱۹۴۸ء

کشمیر ۔ پاکستان کی شہ رگ

کشمیر سیاسی اور فوجی اعتبار سے پاکستان کی شہ رگ ہے ۔ کوئی خود دار مملکت اور قوم یہ برداشت نہیں کر سکتی کہ اپنی شہ رگ کو دشمن کی تلوار کے حوالے کر دے ۔

اپنا عہد یاد رکھئے

ہمیشہ ان تصورات اور عزائم کے مطابق زندگی بسر کیجئے جن کے لئے آپ حال ہی میں اپنی زندگیاں وقف کرنے کا عہد کر چکے ہیں ۔ میری مراد پاکستان کی خدمت سے ہے کمزوروں کی حمایت اور شہیدوں کی پاک یاد کے سلسلے میں اپنا فرض ادا کر کے اسلام کی شان و شوکت میں چار چاند لگائیے ۔

پنجاب مشین گن رجمنٹ، پشاور سے خطاب ۔ ۱۵ اپریل ۴۸ء

الفاظ نہیں افعال

الفاظ کی اتنی نہیں، جتنی قدر و قیمت افعال کی ہوتی ہے ۔ مجھے یقین ہے کہ جب پاکستان کے دفاع اور قوم کی سلامتی اور حفاظت کے لئے آپ کو بلایا جائے گا تو آپ اپنے اسلاف کی روایات کے مطابق شاندار کارناموں کا مظاہرہ کریں گے ۔ مجھے یقین ہے کہ آپ پاکستان کے ہلالی پرچم کو سربلند کئے رکھیں گے ۔ مجھے یقین ہے کہ آپ اپنی عظیم قوم کی عزت اور وقار کو برقرار رکھیں گے ۔

پنجاب مشین گن رجمنٹ، پشاور سے خطاب ۔ ۱۵ اپریل ۱۹۴۸ء

سچے پاکستانیوں کا کردار

میں نے جو کچھ دیکھا ہے اور معلوم کیا ہے، اس کی بنیاد پر بلاشبہ کہہ سکتا ہوں کہ ہماری افواج کے حوصلے قابلِ فخر ہیں۔ ان کی ہمتیں بلند ہیں اور سب سے زیادہ اطمینان بخش بات یہ ہے کہ ہر افسر اور سپاہی، خواہ وہ کسی فرقہ یا نسل کا ہو، سچے پاکستانی کی طرح کام کر رہا ہے۔ اگر آپ اسی جذبے سے سچے رفیقوں اور سچے پاکستانیوں کی طرح بے غرضی سے کام کرتے رہے، تو پھر پاکستان کو کسی بات کا ڈر نہیں۔

افواجِ پاکستان کو خراجِ تحسین کوئٹہ۔ ۱۴ر جون ۱۹۴۸ء

اتحاد، تنظیم، یقین محکم

پاکستان — ایک جہدِ مسلسل کی داستان

پاکستان کی سرگذشت مشکلات کے خلاف ایک مسلسل جد و جہد کی کہانی ہے لیکن جس چیز نے ہمیں ہمت نہ ہارنے دی وہ ہماری قومی یک جہتی تھی اور ہمارا یہ مضبوط ارادہ کہ ہم اپنے نئے ملک کو دشمنوں کے ہاتھوں تباہ نہ ہونے دیں گے۔ ہم سخت ترین طوفانوں سے گذر چکے ہیں اور ساحلِ امن گو دور ہی مگر اب نظروں کے سامنے ہے۔ ہم اپنے مستقبل کے متعلق پورا بھروسہ اور اطمینان رکھتے ہیں مگر شرط یہ ہے کہ اپنی قوتوں کو اندرونی اختلافات کی نذر نہ کریں۔

پیغامِ عید — ۱۰ اگست ۱۹۴۸ء

اتحاد، تنظیم، یقینِ محکم

میں پاکستان کے عوام کو پیغام دینا چاہتا ہوں کہ اپنے میں جوش اور ولولہ پیدا کیجئے، ہمت اور امید کے ساتھ اپنا کام جاری رکھئے اور کسی طرح مایوس نہ ہوئیے۔ مجھے امید ہے کہ سات کروڑ

انسانوں کی یہ متحد قوم جو عزم و استقلال کی حامل ہے اور جس کی تاریخ تہذیب میں شاندار حیثیت رکھتی ہے، اپنا کام جاری رکھے گی اور کامیابی سے ہمکنار ہو گی۔ ہمیں اپنا یہ قول یاد رکھنا چاہیے — اتحاد تنظیم اور ایمان ہے۔

ایمان اور نظم

پاکستان بن گیا اور اس کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو گا کہ آپ حصول پاکستان کی خوشی میں ایک ضیافت منعقد کر رہے ہیں اور اس میں مجھے بھی مدعو کیا ہے۔ اب ہمارے سامنے پاکستان کی تعمیر و ترقی کا زیادہ بڑا اور مشکل کام ہے جو ہماری قوت و توانائی کے ایک ایک ریزے کا تقاضا کرتا ہے۔ انشاء اللہ ہم اس نئی اور سب سے بڑی اسلامی مملکت کو کمل "اتحاد، ایمان اور تنظیم" سے دنیا کی ایک عظیم اور مثالی مملکت بنا دیں گے۔ لندن مسلم لیگ کی دعوت کے جواب میں تار - ۷ جولائی ۱۹۴۷ء

صوبائیت — ایک لعنت

صوبائیت ایک لعنت ہے، ایک بیماری ہے، میں اس سے مسلمانوں کو نجات دلانا چاہتا ہوں۔ کوئی قوم اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتی جب تک کہ وہ ایک عزم کے ساتھ متحد ہو کر نہ چلے۔ ہم سب پاکستانی ہیں اور مملکت کے لئے ہم سب کو مل کر کام کرنا ہے، قربانیاں دینی ہیں اور وقت پڑے تو جان بھی دے دینا ہے تاوقتیکہ پاکستان ایک عظیم مملکت نہ بن جائے۔

عید میلاد النبیؐ پر پیغام — ۲۵ جنوری ۱۹۴۸ء

یقین — قادرِ مطلق پر یقین

مغربی پاکستان اور مشرقی پاکستان کے درمیان ہندوستان کا تقریباً ایک ہزار میل لمبا علاقہ ہے جو ایک کو دوسرے سے جدا کرتا ہے۔ سب سے پہلا سوال جو کسی باہر کے طالب علم کے ذہن میں پیدا ہوگا وہ یہ ہے کہ یہ بات کس طرح ممکن ہے، جو علاقے ایک دوسرے سے اسقدر دور افتادہ ہیں اُن کی ایک حکومت کیونکر ہو سکتی ہے؟ میں اس کا جواب ایک لفظ میں دے سکتا ہوں؛ یقین — قادر مطلق پر یقین۔ اپنے اوپر اور تقدیر الہٰی پر یقین۔

نشری تقریر — ۱۹ر فروری ۱۹۴۸ء

دشمن کی چال سمجھ لیجئے

میں اب آپ سے صاف صاف پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ انتہائی عجیب بات نہیں ہے کہ ہندوستانی اخبارات اور دوسرے سیاسی ادارے جو پاکستان کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگائے ہوئے تھے، آج مشرقی بنگال کے مسلمانوں کے مطالبات کے، جنہیں وہ ”جائز مطالبات“ کہتے ہیں، بڑے طرفدار بن گئے ہیں؟ ظاہر ہے کہ جب یہ مسلمانوں کو پاکستان لینے سے نہ روک سکے تو اب اپنے پروپیگنڈے سے اندر ہی اندر پاکستان کی جڑیں کھودنا چاہتے ہیں۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ ایک مسلمان بھائی دوسرے مسلمان بھائی کے خلاف اٹھ کھڑا ہو اور آپس میں پھوٹ پڑ جائے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ صوبائی تعصب کے اس زہریلے اثر سے بچے رہیں جسے دشمن تمام ملک میں پھیلانا چاہتے ہیں۔

ڈھاکہ سے نشری تقریر — ۲۸ر مارچ ۱۹۴۸ء

ضمیر سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں

"پاکستان اب ایک خود مختار ریاست ہے۔ یہاں کی حکومت عوام کے ہاتھوں میں ہے۔ جب تک ہمارا دستور نہیں بنتا، جو دستور ساز اسمبلی کا کام ہے، اس وقت تک ہمیں موجودہ عارضی دستور پر ہی عمل کرنا چاہیے جس کی بنیاد جمہوریت پر ہے اور آپ کو بحیثیت افسران اصولوں کو اپنے ذہن میں رکھنا چاہیے ــــ آپ سب کو معلوم ہے کہ اس وقت ہمارے پاس کچھ بھی تو نہیں ہے اور ہمارے کاندھوں پر ایک بڑا بوجھ ہے۔ اس لئے اگر آپ پاکستان کو ایک عظیم ملک دیکھنا چاہتے ہیں تو اپنے آرام و آسائش اور تفریحوں کو بھول جائیں۔ جتنا زیادہ کام کر سکتے ہیں کریں اور زیادہ سے زیادہ وقت دیں۔ دیانتداری، خلوص اور حکومت کے ساتھ وفاداری آپ کا طرۂ امتیاز ہونا چاہیے۔ ضمیر سے بڑھ کر دنیا میں کوئی چیز نہیں۔ جب آپ خدا کے حضور پیش ہوں تو کہہ سکیں کہ آپ نے اپنے فرائض پوری دیانت سے انجام دیئے ہیں۔ آپ یقین کریں کہ اگر آپ نے اس جذبے سے کام کیا تو آپ پاکستان کو صرف پانچ سال کے اندر اندر دنیا کی طاقتور ریاستوں میں شامل کر سکتے ہیں۔ بلوچستان میں ترقی کے لئے بڑے ذخائر موجود ہیں جن کو استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اب یہ سب کچھ آپ کے ہاتھ میں ہے جو آپ کے ملک پاکستان کی امانت ہے۔"

بلوچستان میں سرکاری آفیسرز سے خطاب - ۱۴ر فروری ۱۹۴۸ء

دشمن کے آلۂ کار نہ بنیئے

"مجھے معلوم ہے کہ آپ میں کچھ لوگ ایسے بھی موجود ہیں جو بیرونی امداد کے ذریعے مشرقی بنگال

کو ہندوستان میں شامل کرنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا آپ کو ان سے ہوشیار رہنا چاہیے۔ مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ اس صوبے کے کچھ حصوں میں غیر بنگالی مسلمانوں کی مخالفت کی جارہی ہے سیاسی جماعتوں نے اس سلسلے میں طلباء کو ورغلایا ہے۔ میں خصوصیت کے ساتھ طلباء برادری کو مخاطب کرکے کہنا چاہتا ہوں کہ جو لوگ آپ کو اپنا آلۂ کار بنانا چاہتے ہیں، ان کے چکر میں نہ آیئے بلکہ اپنا دھیان پڑھائی میں لگایئے۔

جلسۂ عام ڈھاکہ سے خطاب — ۲۱ مارچ ۱۹۴۸ء

پاکستان کی سالمیت کے لئے سب سے بڑا خطرہ

پاکستان کے بدخواہوں نے پاکستانی مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کے لئے بنگالی اور غیر بنگالی کا مسئلہ کھڑا کر دیا ہے۔ اس طرح صوبائی عصبیت نے جنم لیا ہے جو پاکستان کی سالمیت کے لئے سب سے بڑا خطرہ ہے۔ جب تک اس عصبیت کو نکال نہ پھینکا جائے گا، آپ صحیح معنوں میں ایک قوم نہیں بن سکتے۔ میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ آپ سب یہاں باہر سے آئے تھے۔ بنگال کے اصل باشندے کون تھے؟ وہ نہیں جو آج یہاں سکونت پذیر ہیں۔ لہٰذا یہ کہنا تو بیکار ہوگا کہ ہم بنگالی ہیں یا سندھی، پٹھان ہیں یا پنجابی بلکہ ہم سب مسلمان ہیں صوبائیت فرقہ پرستی کی طرح ایک لعنت ہے۔ مثال کے طور پر امریکہ کو لیا جا سکتا ہے جہاں برطانیہ کے خلاف اعلانِ آزادی کے وقت بہت سی قومیں تھیں، ہسپانوی، فرانسیسی، جرمن، اطالوی، انگریز اور ڈچ وغیرہ، اور یہ سب قومیں بڑی بڑی تھیں لیکن وہ ایک قوم بن گئیں اور آپ کا تعلق تو کسی قوم سے بھی نہیں اور اب تو آپ کو پاکستان مل گیا ہے لیکن ان لوگوں کے پاس مقبل تھی۔ آپ

کو بھی عقل کا استعمال کرنا چاہئے — فرانس کے لوگوں نے یہ نہیں کہا کہ ہم فرانسیسی ہیں اور ایک بڑی قوم کے افراد ہیں بلکہ وہ بہت جلد یہ باتیں بھول گئے اور کہنے لگے کہ ہم امریکی ہیں۔ اسی طرح آپ کو کہنا چاہئے کہ ہمارا ملک پاکستان ہے اور ہم پاکستانی ہیں۔

چوکنے اور ہوشیار رہیں

میں پھر آپ سے ایک مرتبہ اور یہی بات کہنا چاہتا ہوں کہ آپ ان لوگوں کے جال میں نہ آئیں جو پاکستان کے دشمن ہیں۔ بدقسمتی سے آپ کے یہاں غدار بھی موجود ہیں اور مجھے یہ کہتے ہوئے افسوس ہوتا ہے کہ وہ مسلمان ہی ہیں۔ ان غداروں کی پرورش باہر کے ادارے اور باہر کے لوگ کرتے ہیں جن کا مقصد انتشار پیدا کرنا ہے۔ ان کا مقصد پاکستان کو توڑ پھوڑ دینا اور برباد کرنا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ چوکنے اور ہوشیار رہیں تاکہ آپ پھنس نہ جائیں۔

ڈھاکہ جلسۂ عام میں تقریر — ۲۱ مارچ ۱۹۴۸ء

پورا اتحاد — پورا اتفاق

آپ کی حیثیت ایک قوم کی ہے۔ آپ نے اپنا ملک بھی بنالیا ہے اور یہ وسیع سرزمین سب آپ ہی کی ہے۔ یہ پنجابی یا سندھی یا پٹھان یا بنگالی کی نہیں ہے۔ آپ سب ہی اس کے مالک ہیں۔ کیا آپ اس کی تعمیر کرنا چاہتے ہیں؟ اگر آپ کی یہ خواہش ہے تو اس کے لئے ایک ضروری شرط ہے اور وہ یہ کہ ہم سب کے درمیان پورا اتحاد اور اتفاق ہو۔

جلسۂ عام ڈھاکہ سے خطاب — ۲۱ مارچ ۱۹۴۸ء

آپ پاکستانی ہیں

آپ کو چاہئے کہ آپ کے خیالات، رہن سہن اور عمل سے ظاہر یہ ہو کہ آپ پاکستانی ہیں اور پاکستان آپ ہی کا ملک ہے۔ اس بات کی ضرورت ہے کہ ہماری بات چیت میں بنگالی، پنجابی سندھی، بلوچی اور پٹھان وغیرہ کا ذکر نہ ہو۔ یہ ٹھیک ہے کہ یہ سب ایک کُل کے اجزا ہیں۔

جلسۂ عام ڈھاکہ سے خطاب — ۲۱ مارچ ۱۹۴۸ء

خدا کے لئے صوبائی تعصب چھوڑ دیجئے

آپ یہ نہ سمجھیں کہ میں پوری صورتِ حال سے واقف نہیں ہوں۔ بسا اوقات یہ برائی سب کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔ جب آپ کسی بنگالی سے بات کریں گے تو وہ جواب دے گا: "آپ ٹھیک کہتے ہیں مگر پنجابی تو بڑا ہی مغرور ہے"۔ اگر آپ کسی پنجابی یا غیر بنگالی سے گفتگو کریں گے تو وہ کہے گا کہ "یہ بات تو ٹھیک ہے مگر یہ لوگ ہمیں دیکھ نہیں سکتے، یہ تو ہمیں یہاں سے نکال دینا چاہتے ہیں"۔ میں اسی لئے کہتا ہوں کہ یہ ایک برائی کا چکر ہے جو چلتا ہی چلا جاتا ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ کوئی اس چینی پہیلی کو حل کر سکتا ہے۔ صرف سوال یہ ہے کہ سمجھداری اور حکمتِ عملی سے کون کام لیتا ہے اور پاکستان کی کون زیادہ خدمت کرتا ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو بتاؤں کہ آپ سب باہر کے لوگ ہیں۔ اس جگہ کے اصلی باشندے کون تھے؟ وہ نہیں تھے جو آج یہاں نظر آ رہے ہیں۔ لہٰذا یہ کہنے سے کیا فائدہ کہ ہم بنگالی یا سندھی یا پٹھان یا پنجابی ہیں۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا آپ تیرہ سو برس کے پہلے کے سبق کو بھلا چکے ہیں؟ اسلام

نے ہمیں یہ بتایا ہے اور غالباً آپ سب اس سے اتفاق کریں گے کہ آپ خواہ کہیں بھی ہوں اور کچھ بھی ہوں، آپ مسلمان ہیں۔ میں آپ سے کہتا ہوں کہ صوبائی تعصب کو بالکل چھوڑ دیجئے کیونکہ پاکستان کے رگ و پے میں جب تک یہ زہر رہے گا، آپ یقین کیجئے آپ کبھی بھی ایک طاقتور قوم نہیں بن سکتے اور وہ چیز حاصل نہیں کر سکتے جو میں چاہتا ہوں کہ آپ حاصل کریں۔ جب تک آپ اس زہر کو نہیں نکال پھینکیں گے اس وقت تک آپ نہ خود کو مضبوط بنا سکتے ہیں اور نہ ایک حقیقی قوم کے سانچے میں اپنے آپ کو ڈھال سکتے ہیں۔ اگر آپ اپنے آپ کو ایک قوم کے سانچے میں ڈھالنا چاہتے ہیں تو خدا کے لئے اس صوبائی تعصب کو چھوڑ دیجئے۔

ڈھاکہ میں جلسۂ عام سے خطاب -- ۲۱ مارچ ۱۹۴۸ء

اتحاد میں برکت ہے

کبھی نہ بھولئے کہ اتحاد میں برکت ہے۔ اپنی رجمنٹ پر فخر کیجئے۔ اپنی کور اور اپنی ڈویژن پر فخر کیجئے۔ اپنے پاکستان پر فخر کیجئے، نہ صرف فخر بلکہ خود کو اس پر وقف کر دیجئے۔ پاکستان آپ پر اعتبار کرتا ہے۔ پاکستان آپ کو اپنا محافظ سمجھتا ہے۔ اس کے اعتماد کو ضعف نہ پہنچایئے خود کو اس کے شایانِ شان ثابت کر کے دکھلایئے۔ اس فوج کی اگر کوئی عظمت اور شہرت ہے تو آپ کے آباؤ اجداد کی شجاعت اور عظمت کی وجہ سے ہے۔ آپ ان کے قابل اور فرمانبردار بیٹے بننے کا عہد کر لیجئے۔

بری افواج سے خطاب۔ ۱۳ اپریل ۱۹۴۸ء

اتحاد — سب سے بڑی ضرورت

ہمیشہ سے میری یہ کوشش رہی ہے کہ مسلمانوں میں اتحاد پیدا ہو جائے اور مجھے امید ہے کہ اس عظیم مملکت پاکستان کی تعمیر و ترقی کا جو کام اس وقت ہمارے سامنے ہے۔ اسے دیکھتے ہوئے سب کو اس بات کا کامل احساس ہوگا کہ اس وقت اتحاد کی پہلے سے کہیں زیادہ ضرورت ہے۔ قبائلی سرداروں سے خطاب ۔ ۱۷ اپریل ۱۹۴۸ء

قوت اتحاد میں ہے

ہم مسلمان ہیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات پر چلتے ہیں ۔ ہم سب اسلامی اخوت کے رشتے میں بندھے ہوئے ہیں جس کا تقاضا ہے کہ حقوق عزت اور مرتبے میں سب برابر ہیں ۔ نتیجے میں ہمارے اندر اتحاد کا ایک خاص اور گہرا احساس پایا جاتا ہے ۔ نہ صرف یہ کہ ہم میں سے اکثر مسلمان ہیں بلکہ ہماری اپنی تاریخ ہے ۔ رسمیں اور رسمیں ہیں اور احساس و شعور ہے ہمارے سوچنے سمجھنے کے طریقے ہیں ، ہمارا اپنا نقطۂ نظر ہے ۔ یہ سب مل کر ہمارے اندر قومیت کا جذبہ پیدا کرتے ہیں ۔ ہم سب مسلمان ہیں — ایک خدا ، ایک قرآن پاک اور ایک رسول پر یقین رکھتے ہیں لہٰذا ہم سب کو مل کر ایک قوم ہونا ہی چاہئے ۔ آپ نے ایک پرانا قول سنا ہوگا کہ قوت اتحاد میں ہوتی ہے ۔ جب تک ہم متحد ہیں ، سربلند اور طاقتور ہیں ۔ اگر متحد نہیں تو کمزور اور خوار ہوں گے ۔ میں چاہتا ہوں کہ ہر مسلمان حتی الامکان کوشش کرے کہ آپس میں کامل اتفاق و اتحاد پیدا ہو۔ گورنمنٹ ہاؤس پشاور میں قبائلی جرگے سے خطاب — ۱۷ اپریل ۱۹۴۸ء

اتحاد قائم رکھئے

آپ کو چاہیئے کہ ویسا ہی اتحاد قائم رکھیں جیسا حصولِ پاکستان کی جدوجہد کے وقت موجود تھا۔ اس حقیقت کو فراموش نہ کرنا چاہیئے کہ اس وقت ملک بیرونی اور اندرونی خلفشار کا شکار ہے۔ ایسے نازک حالات میں ہمیں صرف ایک سیاسی جماعت کی ضرورت ہے۔ لہٰذا ہمیں ان چھوٹی چھوٹی جماعتوں کی ہمت افزائی نہ کرنا چاہیئے جن میں پاکستان دشمن عناصر موجود ہیں نیز ان جھگڑوں اور صوبائی عصبیتوں سے اپنے آپ کو دُور رکھیں۔ اگر ہم من حیث القوم متحد رہیں اور حکومت کی حمایت کرتے رہیں تو بعض موروثی خرابیوں سے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔ ابھی ہمیں تعمیرِ پاکستان کے مقصد کے لئے آگے بڑھنا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ صحیح طریقے اختیار کر کے اور خدا کی تائید سے آگے بڑھ کر ہم پاکستان کو دنیا کی عظیم طاقت بنا سکیں گے۔ میں آپ کو متنبہ کرتا ہوں کہ آپ غلط راستہ اختیار نہ کریں۔ نہ بھولیئے کہ پاکستان حاصل کرنے کے لئے ہمیں ہزاروں جانوں کا نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ کیا آپ کے خیال میں مسلم لیگ آپ کی صحیح رہنمائی اور قیادت کر سکتی ہے یا وہ لوگ جو ہمارے خلاف ہیں اور دشمن کے کیمپ میں ہیں؟ بتایئے کہ ان میں سے کون آپکے پاکستان کی حفاظت کر سکتا ہے؟

بے شک ہم میں وہ لوگ بھی ہیں جو خود غرض ہیں، بددیانت اور رشوت خور اور اقربا پرور بھی ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ حکومت بالکل بے عیب ہے لیکن اب ہمارے قبضہ میں عنانِ حکومت ہے اور ہم آپ کی حکومت، آپ کے صوبے، آپ کی وزارت اور آپ کی سول سروس کی اچھی طرح نگرانی کر رہے ہیں۔ ہم ان سب پر

سرچ لائٹ پھینک رہے ہیں اور جلد ہی ان کا ایکس رے کر کے زہر کو جسم سے نکال پھینکیں گے لیکن آپ ذرا صبر کریں اور ہمیں کچھ وقت اور موقع دیں۔

جلسۂ عام پشاور سے خطاب۔۔۲۰ راپریل ۱۹۴۸ء

مجھے دُکھ ہوتا ہے

جب میں پاکستانیوں کے کسی گروہ یا جماعت کو صوبائی عصبیت کی لعنت میں پلٹا ہوا دیکھتا ہوں تو مجھے قدرتی طور پر دکھ ہوتا ہے۔ پاکستان کو اس لعنت سے جلد از جلد نجات حاصل کر لینی چاہیے۔ یہ اس پرانے نظم و نسق کی باقی ماندہ نشانی ہے جب آپ حاکمانہ کنٹرول یعنی برطانوی کنٹرول سے تحفظ حاصل کرنے کے لئے صوبائی خود مختاری اور مقامی آزادیٔ عمل کے کمزور اور عارضی ستونوں سے چمٹا کرتے تھے لیکن اب آپ کی اپنی مرکزی حکومت ہے' با اختیار مرکزی حکومت۔ اب انہی اصطلاحوں میں سوچتے رہنا اور انہی کمزور سہاروں سے چمٹے رہنا بہت بڑی غلطی ہے' خاص طور پر ایسی صورت میں کہ آپ کی بالکل نئی اور نوزائیدہ مملکت زبردست اور بے شمار اندرونی و بیرونی مسائل میں گھری ہوئی ہے۔ ایسے ہنگامی موقع پر مملکت کے وسیع تر مفاد کو صوبائی یا مقامی یا ذاتی مفاد کے تابع کرنے کا ایک ہی مطلب ہے —— خودکشی۔

کوئٹہ میونسپلٹی کی استقبالیہ میں۔ ۱۵ رجون ۱۹۴۸ء

پاکستانی — فقط پاکستانی

اب ہم سب پاکستانی ہیں —— نہ بلوچی نہ پٹھان، نہ سندھی، نہ بنگالی، نہ پنجابی۔ ہمیں پاکستانی اور صرف پاکستانی کہلوانے پر فخر ہونا چاہیئے۔ ہم جو کچھ محسوس کریں، جو کچھ عمل کریں، جو قدم بھی اٹھائیں، پاکستانی اور فقط پاکستانی کی حیثیت میں۔ میں آپ سے کہتا ہوں کہ جب بھی آپ کوئی نیا اقدام کریں تو پہلے رُک کر ذرا سوچ لیجئے کہ یہ آپ کی ذاتی یا مقامی پسند و ناپسند کے زیر اثر ہے یا پاکستان کی فلاح و بہبود کا خیال دوسری سب باتوں پر غالب ہے۔ اگر ہر شخص یوں اپنا محاسبہ کرے گا اور خود کو مجبور کر کے اپنے آپ پر اور دوسروں پر بھی ایمانداری کا اصول لاگو کرنے کا عادی ہو جائے گا تو میں دیکھ رہا ہوں کہ پاکستان کا مستقبل انتہائی روشن اور شاندار ہے۔ اگر سرکاری ملازمین اور عوام، سب لوگ اس جذبے سے اپنا اپنا کام سرانجام دیں گے تو ان کے جذبے اور محنت کا نقش گہرا نقش ان کی حکومت، ان کی قوم اور ان کی مملکت پر بہت جلد پڑ جائے گا اور پاکستان عنقریب ایک عظیم مملکت کی حیثیت میں فتح مندانہ ابھر کر دنیا کی عظیم ترین اقوام کی صف میں شامل ہو کر آگے بڑھے گا۔

کوئٹہ میونسپلٹی کی استقبالیہ میں۔ ۱۵ر جون ۱۹۴۸ء

آپ کے شایانِ شان نہیں!

بلوچستان آزاد اور بہادر انسانوں کی سرزمین ہے اس لئے آپ کی نظروں میں قومی آزادی، عزت اور طاقت کے الفاظ کی خاص قدر و قیمت ہونی چاہیئے۔ یہ "ملکی اور غیر ملکی"

کی باتیں نہ ملک کے لئے مفید ہیں، نہ آپ کے شایانِ شان ہیں۔ اب تو ہم پاکستانی ہیں۔ ہم نہ بلوچی ہیں، نہ سندھی، نہ پٹھان ہیں، نہ بنگالی نہ پنجابی، ہمارے احساسات اور طرزِ عمل بھی پاکستانیوں جیسے ہونے چاہئیں اور ہمیں چاہئے کہ بجائے کسی اور نام کے صرف "پاکستانی" کہلائے جانے پر فخر محسوس کریں۔

کوئٹہ میں شہری سپاسنامہ کا جواب — ۱۵ر جون ۴۸ء ۱۹

تعصب اور فرقہ پرستی لعنت ہے

یہ حقیقت ہے کہ لوگ بھول میں پڑ جاتے ہیں اور مقامی، صوبائی، فرقہ دارانہ فائدوں کو زیادہ دیکھتے ہیں اور قومی مفاد سے بے پروائی برتتے ہیں۔ یہ پرانے نظام کی یادگار ہے۔ جب آپ کو صرف صوبائی خود مختاری ملی تھی اور آپ مقامی معاملات کی حد تک برطانوی حاکمیت سے بے پروا تھے لیکن اس وقت جبکہ آپ کی اپنی مرکزی حکومت ہے اور وہ بااختیار ہے۔ اسی انداز پر سوچتے رہنا محض نادانی ہے۔ صوبائی تعصب ایک لعنت ہے، اسی طرح شیعہ سنی وغیرہ کے سلسلے میں فرقہ پرستی بھی۔

کوئٹہ کے شہریوں سے خطاب — ۱۵ر جون ۴۸ء ۱۹

نئی نسل — مستقبل کی امید

ہم پچھلی نسل کے لوگوں کو جتنی بھی آزمائشیں درپیش آنی تھیں، درپیش آچکی ہیں۔ لیکن آج کی رات میں اپنے نوجوان دوستوں کی صحبت میں ان کو بھول جانا چاہتا ہوں۔ آج کی رات میں اُن کے دلوں میں چھپے ہوئے جوان امنگوں کے تازہ سرچشموں کو چھونا چاہتا ہوں کیونکہ یہی ہیں وہ مردانِ عمل جو آئندہ ہماری قوم کی تمناؤں کا بوجھ اٹھائیں گے۔

پیام عید — ۱۳ر نومبر ۱۹۳۹ء

خدمت اور قربانی

کوئی شاندار کارنامہ سرانجام دینے کے لئے اور ملک کی قومی زندگی میں اپنا صحیح مقام حاصل کرنے کے لئے خدمت، تکلیف اور قربانی بنیادی تقاضے ہیں۔

۲۲ر جولائی ۱۹۳۷ء

اپنی مدد آپ

خدا ان کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ مسلمان اپنی ذات پر اعتماد کریں اور اپنی تقدیر کو خود اپنے ہاتھوں سے بنائیں۔ ہمیں ایسے مستقل مزاج اور باایمان لوگوں کی ضرورت ہے جو حوصلہ اور عزم رکھتے ہوں جو اپنے عقائد کی خاطر تن تنہا لڑ سکتے ہوں۔ چاہے پوری دنیا ان کے خلاف ہو، طاقت اور قوت پیدا کرنے کی ضرورت ہے، حتیٰ کہ مسلمان پوری طرح منظم ہو کر وہ طاقت اور قوت حاصل کریں جو عوام کے اتحاد اور استحکام سے پیدا ہوتی ہے۔ اجلاس مسلم لیگ، لکھنؤ۔ ۱۵ اکتوبر، ۱۹۳۷ء

کامیابی کا راز

کسی فیصلے پر پہنچنے سے پہلے ایک ہزار مرتبہ غور کرو لیکن جس وقت کوئی فیصلہ ہو جائے تو اس پر سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ڈٹ جاؤ۔ آپ کو صداقت شعار اور وفادار رہنا چاہئے۔ بس اس کے بعد کامیابی اور فتح آپ کے قدم چومے گی۔

سالانہ اجلاس مسلم لیگ، لکھنؤ۔ ۱۵ اکتوبر، ۱۹۳۷ء

پہلا ستون: تعلیم

میرے نوجوان دوستو! آپ کو تعمیرِ قوم کے لئے سب سے پہلے محنت کرنی ہوگی۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ دنیا میں سب سے پہلا ستون جو کسی قوم کو صاحبِ مملکت اور لائقِ حکومت بننے کا حقدار ٹھہراتا

ہے تعلیم ہے۔ تعلیم کے بغیر آپ اس حالت میں ہوں گے جیسے رات کے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں، اگر تعلیم ہوگی تو آپ کی کیفیت ایسی ہوگی جیسے روشنی میں بیٹھے ہیں۔

پنجاب سٹوڈنٹس فیڈریشن کے اجلاس میں تقریر ۔ ۲ مارچ ۱۹۴۱ء

تین ستون

کسی قوم کو ایک مملکت کا حکمران اور ملک چلانے کے قابل بنانے کے لئے کم از کم تین بڑے ستونوں کی ضرورت ہے۔ پہلا ستون تعلیم ہے۔ تعلیم کے بغیر آپ بالکل ویسی ہی حالت میں ہیں جیسی کہ کل رات یہ پنڈال میں اندھیرے میں تھی۔ تعلیم کے ساتھ آپ اس حالت میں ہوں گے جیسے کہ اب دن کے اس چکا چوند اجالے میں ہیں۔ دوسرے کوئی قوم کوئی بڑا کام نہیں کر سکتی جب تک وہ کاروبار، تجارت اور صنعت و حرفت کے میدانوں میں معاشی طور پر مستحکم نہ ہو اور تیسرے جب آپ تعلیم کے ذریعے علم کی روشنی حاصل کر لیں اور جب آپ معاشی، صنعتی اور تجارتی اعتبار سے خود کو مضبوط اور مستحکم کر لیں تو آپ کو اپنے دفاع کے لئے تیار ہونا چاہئے یعنی بیرونی جارحیت سے بچاؤ اور اندرونی امن و امان کو برقرار رکھنے کے لئے۔ ان تین ستونوں پر ایک قوم کھڑی ہوتی ہے اور کسی قوم کی عظمت کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ اس کے یہ تین ستون کتنے مضبوط ہیں۔ پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن سے خطاب ۲ مارچ ۱۹۴۱

طلبا اور عملی سیاست

جب تک آپ طالب علم ہیں آپ اپنی کوششوں کو محض تیاری پر مرکوز رکھیں

اور عملی سیاست میں حصہ نہ لیں۔ آپ پر لازم ہے کہ اپنی تنظیم کریں اور ایک مستحکم اور مضبوط جماعت بنائیں تاکہ مسلمان کے حقوق کی کامل حفاظت ہو۔ آپ کو چاہئے کہ مسلمانوں کے سیاسی، اقتصادی، معاشرتی اور تعلیمی نشوونما اور ترقی کے لئے ایک لائحہ عمل بنائیں اور اسے عملی جامہ پہنائیں۔ آپ کا یہ بھی فرض ہے کہ اسلامی تہذیب کو ہر دلعزیز بنانے میں کوشاں ہوں اور اس امر کی حوصلہ افزائی کریں کہ ہندوستان کے مختلف فرقوں میں باہمی خیر طلبی اور ایک دوسرے کے حق میں نیک نیتی پیدا ہو اور وہ ایک دوسرے کے حال سے اچھی طرح آگاہ ہوں اور سمجھ لیں کہ ہمارے بھائیوں کی ضرورتیں اور خواہشیں کیا ہیں۔ آپ کا ایک اور اہم فرض یہ ہے کہ ہندوستان اور اسلامی ممالک اور دنیا بھر کے مسلمان طلباء کے مابین تعاون کار کی تخلیق کریں — میں نے ابھی کہا کہ آپ عملی سیاست میں حصہ نہ لیں۔ میں اس کی وضاحت کرتا ہوں تاکہ غلط فہمی کا اندیشہ نہ رہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ اپنے اندر وہ اوصاف پیدا کریں جن کے وسیلے سے آپ طالب علمی کی زندگی ختم کرنے کے بعد عملی سیاست کی جدوجہد میں کامیاب ہوں۔ آپ اس وقت اپنے آپ کو تیار اور ضروری ساز و سامان یعنی علم و آگاہی اور توفیق عمل سے آراستہ کریں۔ آپ کی اولین اور اہم ترین ضرورت ہے مطالعہ، مطالعہ، مطالعہ۔ اس میں شبہ نہیں کہ مسلمان طلبا اور عام طور پر مسلمانوں میں عظیم الشان بیداری پیدا ہو گئی ہے ترقی کی ضرورت کا احساس موجود ہے، جوش و خروش ہے، طبیعتوں میں ولولے ہیں جذبات ہیں مگر ساتھ ہی مزاجوں کو محض برانگیختہ کرنے والے بے مصرف اور بے کار

مقولے بھی زبانوں پر جاری ہیں، جن سے مسحور ہونا ہرگز موزوں نہیں۔ کیونکہ ہندوستان کا مسئلہ انتہائی پیچیدہ اور مشکل ہے جس کی نظیر تاریخ عالم میں کہیں نہیں ملتی چنانچہ آپ اسی صورت میں دوسروں کے عقیدے بدل سکتے اور ان کو اپنی راہ پر لا سکتے ہیں کہ پہلے آپ خود روشن ضمیر بن جائیں اور معاملے سے کامل طور پر آگاہی حاصل کریں۔ آج کل دانائے راز ہونے کی بالخصوص حاجت ہے کیونکہ ہر فرقے اور فریق نے اپنے مقاصد کے لئے ایک منظم پراپیگنڈہ اختیار کر رکھا ہے۔ اکثر اوقات سچائی بالائے طاق رکھ دی جاتی ہے اور مد مقابل کے خیالات اور خواہشات کی ترجمانی دیدہ دانستہ غلط کی جاتی ہے۔

مسلم سٹوڈنٹس کانفرنس جالندھر۔ ۱۵ نومبر ۱۹۴۲ء

سیاست ـ تعلیم کا ایک حصّہ ہے

میں مسلم طلبا کو ہدایت کروں گا کہ وہ سیاست کا گہری نظر سے مطالعہ کریں۔ سیاست تمہاری تعلیم کا ایک حصہ ہے۔ میں تمہیں متنبہ کرنا چاہتا ہوں کہ تمہاری سیاسی بیداری اور جدوجہد کے راستے میں چند شخصیتوں اور حکومت کی طرف سے رکاوٹ پیدا کرنے کی کوشش کی جائے گی مجھے یقین ہے کہ تمہاری متحدہ اور پیہم کوشش ملک کے اندر ایک انقلاب برپا کر سکتی ہے۔ تم اپنی جدوجہد جاری رکھو مخالفتوں اور رکاوٹوں کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے۔ مجاہد کی طرح اپنے عزم و استقلال کے ہتھوڑے سے رستے کے پتھروں کو پاش پاش کر دو۔ تمہاری پیشقدمی جاری رہنی چاہئے، آگے بڑھو، فتح و نصرت تمہارے قدم چومنے کے لئے بے تاب و بے قرار ہے۔

مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن بلوچستان سے خطاب ۔ ۲ اکتوبر ۱۹۴۵ء

موت سے نہ ڈریں

اپنا اخلاق ہر صورت میں بلند رکھو، موت سے نہ ڈرو۔ ہمارا مذہب یہی سکھاتا ہے کہ ہمیں موت کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہیئے۔ اسلام اور پاکستان کی عزت بچانے کے لئے ہمیں موت کا بہادری سے مقابلہ کرنا چاہیئے۔ مسلمان کے لئے اس سے بہتر اور کوئی ذریعۂ نجات نہیں ہو سکتا کہ وہ صداقت کی خاطر شہید کی موت مر جائے۔

طلبا سے خطاب، لاہور ۔ ۳۰ اکتوبر، ۱۹۴۷ء

مجاہدانہ جذبہ پیدا کیجیے

تعمیر پاکستان کی راہ میں مصیبتوں اور دشواریوں کو دیکھ کر گھبرائیے نہیں۔ تازہ جوان اور نئی اقوام کی تاریخ میں کئی باب ایسی مثالوں سے بھرے پڑے ہیں کہ انہوں نے محض قوت ارادی، قوتِ عمل اور قوتِ کردار سے خود کو بلند کر لیا۔ آپ خود بھی فولادی قوت کے مالک ہیں اور عزم و ارادے کی دولت میں آپ کی نظیر نہیں ملتی۔ مجھے تو کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ آپ دوسروں کی طرح، اپنے آباؤ اجداد کی طرح کامیاب نہ ہوں۔ آپ کو صرف مجاہدوں کا سا جذبہ پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ آپ ایک ایسی قوم ہیں جس کی تاریخ شجاعت، کردار اور آہنی ارادے کے لوگوں اور کارناموں سے بھری پڑی ہے۔ اپنی شاندار روایات کے مطابق زندہ رہئے بلکہ ان میں عظمت و شوکت کے ایک اور باب کا اضافہ کیجیے۔

طلبا سے خطاب، لاہور ۔ ۳۰ اکتوبر، ۱۹۴۷ء

تاکہ آنے والی نسلیں آپ کی تقلید کریں

میں پاکستان کے ہر باشندے اور بالخصوص اپنے نوجوانوں کو یہ بات اچھی طرح بتا دینا چاہتا ہوں کہ وہ خدمت، ہمت اور برداشت کے سچے جذبے کا مظاہرہ کریں، ایسی شریفانہ اور بلند مثالیں قائم کریں کہ آپ کے ہمعصر اور آنے والی نسلیں آپ کی تقلید کریں۔

طلبا سے خطاب، لاہور۔ ۳۰ اکتوبر ۱۹۴۷ء

مستقبل کے معمار

پاکستان اپنے نوجوانوں پر فخر کرتا ہے خصوصاً طلبہ پر جو ضرورت کے وقت ہمیشہ پیش پیش رہے — تم مستقبل کے معمار ہو، تمہیں نظم و ضبط سے کام لینا ہے اور تعلیم و تربیت حاصل کرنا ہے تاکہ آنے والے صبر آزما مسائل سے نپٹ سکو۔ مستقبل کی ذمہ داریوں کا بوجھ بھی تمہارے کاندھوں پر ہے لہٰذا اس کے لئے تیار ہو جاؤ۔ فی الوقت تمہیں زیادہ سے زیادہ تعداد میں آگے بڑھ کر مہاجرین کی ہر ممکن امداد کرنی ہے۔

طلبا کے وفد سے ملاقات — ۳۱ اکتوبر ۴۷ء

مستقبل کے معمار

آپ مستقبل کے معمار ہیں، اس لئے جو مشکل کام آپ کے سر پر کھڑا ہے، اس سے نمٹنے کے لئے اپنی شخصیت میں نظم و ضبط پیدا کیجئے، مناسب تعلیم اور مناسب تربیت حاصل کیجئے۔ آپ کو پورا پورا احساس ہونا چاہئے کہ آپ کی ذمہ داریاں کتنی زیادہ

اور کتنی شدید ہیں، اور اِن سے عہدہ برآ ہونے کے لئے ہر وقت تیار اور مستعد رہنا چاہئے۔

مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے وفد سے۔ ۳۱ اکتوبر ۱۹۴۷ء

تاریخ اور ثقافت سے ہم آہنگی

ایک صدی سے زائد عرصے تک غیر ملکی تسلط کا یہ قدرتی نتیجہ ہے کہ ہمارے عوام کی تعلیم پر مناسب توجہ نہیں دی گئی۔ اگر ہمیں حقیقی، تیز رفتار اور نتیجہ خیز ترقی کرنی ہے تو ہمیں تعلیم کے مسئلے پر خصوصی توجہ دینی چاہئے۔ اپنی تعلیمی پالیسی اور پروگرام کو ایسے خطوط پر چلانا ہے جو ہمارے عوام کے مزاج کے مطابق ہو، جو ہماری تاریخ اور ثقافت سے ہم آہنگ ہو، جو دنیا بھر میں ہونے والی وسیع ترقیوں اور جدید تقاضوں کے مطابق ہو۔

کل پاکستان تعلیمی کانفرنس، کراچی ۲۷ نومبر ۱۹۴۷ء

طرزِ تعلیم

پاکستان کی ترقی کا انحصار زیادہ تر طرزِ تعلیم پر ہے، یعنی ہم کیونکر اپنے بچوں کو پاکستان کا سچا خدمت گزار بناتے ہیں۔ تعلیم کا مطلب محض مکتبی تعلیم نہیں ہوتا اور ہمارے ہاں تو مکتبی تعلیم بھی خیر سے بہت کمزور اور ناقص ہے۔ ہمیں جو کچھ کرنا ہے، وہ یہ ہے کہ اپنے لوگوں کی توانائیوں کو اِک راہ پر لگائیں اور آنے والی نسلوں کے کردار کی تعمیر ابھی سے کریں۔ اس امر کی فوری ضرورت ہے کہ ہمارے جوانوں کو سائنس اور ٹکنالوجی کے شعبوں میں تعلیم دی جائے کیونکہ اسی سے ہمارے مستقبل کی معاشی زندگی کا معیار

بلند ہونے کی امید ہے۔ حصولِ تعلیم کے بعد لوگوں کو تجارت، کاروبار اور صنعت و حرفت میں داخل ہونا چاہیے۔ یاد رکھیے، ہمیں دنیا کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلنا ہے جو انتہائی تیزی سے خود کو بدلتی ہوئی چل رہی ہے۔

کل پاکستان تعلیمی کانفرنس۔ ۲۷ نومبر ۱۹۴۷ء

تاکہ آپ رہنما بن سکیں

اگر آپ اس وقت اپنی قوتوں کو بیکار باتوں میں ضائع کر دیں گے تو آپ کو ہمیشہ اس کا افسوس رہے گا جو زمانہ آپ کی تعلیم و تربیت کا ہے۔ اس سے فائدہ اٹھایئے اور خود کو اس قابل بنایئے کہ آپ آنے والی نسلوں کے رہنما بن سکیں۔ آپ کو چاہیے کہ پہلے اطاعت کرنا سیکھیں تب آپ اس قابل ہو سکیں گے کہ دوسروں سے اطاعت کرا سکیں۔

جلسۂ عام ڈھاکہ سے خطاب۔ ۲۱ مارچ ۱۹۴۸ء

مثال قائم کیجیے۔

میرے نوجوان دوستو! میں آپ سے یہ امید رکھتا ہوں کہ آپ پاکستان کو بنانے اور سنوارنے والے ثابت ہوں گے۔ آپ اس کا خیال رکھیں کہ لوگ آپ سے غلط فائدہ نہ اٹھائیں اور آپ کو گمراہ نہ کریں۔ آپس میں کامل اتحاد و اتفاق پیدا کیجیے اور ایک مثال قائم کر دکھایئے کہ نوجوان کیا خدمات انجام دے سکتے ہیں۔ جلسۂ عام ڈھاکہ سے خطاب — ۲۱ مارچ ۱۹۴۸ء

طلبہ مجھے مایوس نہیں کریں گے

اس اہم اور نازک وقت میں جبکہ ہم بیرونی خطرات سے دوچار ہیں اور اندرونی طور پر ہمیں ایسے پیچیدہ مسائل سے نبٹنا ہے جن کے اثرات بہت دُور تک پہنچتے ہیں اور ہمارے مستقبل کو متاثر کرنے والے ہیں۔ آپ اتحاد اور یکجہتی پیدا کرکے بہت بڑی خدمت انجام دے سکتے ہیں۔ ان حالات میں یہ بھی ممکن ہے کہ بعض لوگ اپنے ذاتی اور خودغرضانہ مقاصد کے لئے ایسی کارروائیاں کریں جو پھوٹ اور تفرقہ کا باعث ہوں۔ اپنے ہی لوگوں میں جو غدار اور دغاباز ہیں، ان سے ہوشیار رہیے اور ان سے جو آپ کے ذریعے اپنا مطلب نکالنا چاہتے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں، نہیں مجھے پورا یقین ہے کہ مشرقی پاکستان کے طلبہ مجھے مایوس نہیں کریں گے۔

ڈھاکہ یونیورسٹی میں طلبہ سے خطاب — ۲۴ مارچ ۱۹۴۸ء

طلبہ محتاط رہیں

موقع پرستوں نے اس بات کی بھی بڑی کوششیں کی ہیں کہ طلبا کو آلۂ کار بنا کر حکومت کے انتظام میں رخنے ڈالے جائیں۔ میرے عزیز نوجوانو! ایک ایسے شخص کی حیثیت سے جس نے تم سے ہمیشہ محبت اور شفقت کی ہے اور دس سال خلوص اور اعتماد کے ساتھ تمہاری بے لوث خدمت کی ہے۔ میں تمہیں یہ بات بتانا چاہتا ہوں کہ تم سب سے بڑی غلطی کے مرتکب ہو گے اگر تم نے اس کا موقع دیا کہ کوئی سیاسی جماعت اپنے مقصد کے لیے تم سے ناجائز فائدہ اٹھائے تم میں سے ان نوجوانوں کو جو عملی زندگی میں داخل ہونے والے ہیں، ایسے لوگوں سے اپنے

آپ کو محفوظ رکھنا چاہئے اور تم میں سے وہ نوجوان جنہیں ابھی اور تعلیم حاصل کرنی ہے، ہرگز کسی سیاسی جماعت یا کسی خود غرض سیاست دان کو یہ موقع نہ دیں کہ وہ ان سے ناجائز فائدہ اٹھائے۔
ڈھاکہ یونیورسٹی کے طلبہ سے خطاب — ۲۴ مارچ ۱۹۴۸ء

اپنی توجہ تعلیم کی جانب رکھئے

آزادی کے معنے بہر حال کھلی ہوئی چھوٹ کے نہیں ہیں۔ اس کے معنے یہ نہیں ہیں کہ جو روش آپ چاہیں اختیار کریں اور دوسرے ساتھیوں کا لحاظ یا اپنے ملک کے مفاد کا کوئی خیال کئے بغیر جو چاہیں کریں۔ آپ پر ایک زبردست ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور اس وقت ہیں پہلے سے بھی زیادہ ضرورت ہے کہ ایک متحد اور منظم قوم کی طرح مل جل کر کام کریں۔ آپ اپنے ساتھ اپنے ماں باپ کے ساتھ سچ مچ اپنے ملک کے ساتھ اگر انصاف سے کام لینا چاہتے ہیں تو آپ کا فرض ہے کہ آپ اپنی توجہ صرف اپنی تعلیم کی طرف رکھیں۔ یہی وہ طریقہ ہے جس سے آپ زندگی کی اس جدوجہد کے لئے جو آپ کو پیش آنے والی ہے خود کو مسلح کر سکتے ہیں اور اسی صورت میں آپ اپنے ملک کے لئے مفید ثابت ہو سکتے ہیں اور قوت اور فخر کا باعث بن سکتے ہیں اور صرف اسی صورت میں آپ اپنے ملک کے سماجی اور اقتصادی مسائل کے حل کرنے میں جو اسے درپیش ہیں، مدد کر سکتے ہیں اور اسے اس قابل بنا سکتے ہیں کہ وہ دنیا کے زیادہ سے زیادہ ترقی یافتہ اور مضبوط ملکوں کے درمیان وہ مقام حاصل کر لے جو اس کے لئے قدرت کی جانب سے مقرر ہو چکا ہے۔
ڈھاکہ میں طلبہ سے خطاب — ۲۴ مارچ ۱۹۴۸ء

صرف حصولِ تعلیم

میرے نوجوان دوستو! میں آپ کو خبردار کرنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ کسی سیاسی جماعت کے آلۂ کار بن گئے تو یہ آپ کی سب سے بڑی غلطی ہوگی۔ یاد رکھئے کہ اب ایک انقلابی تبدیلی رونما ہو چکی ہے۔ اب ہماری اپنی حکومت ہے۔ اب ہم ایک آزاد اور خود مختار مملکت کے مالک ہیں۔ اب ہمیں آزاد لوگوں کی طرح عمل اور اپنے معاملات کا انتظام کرنا چاہئے اب ہم کسی بیرونی طاقت کے تسلط میں نہیں ہیں۔ ہم نے وہ زنجیریں توڑ دی ہیں۔ ہم نے غلامی کی بیڑیاں کاٹ ڈالی ہیں۔ میرے نوجوان دوستو! اب میں آپ ہی کو پاکستان کا حقیقی معمار سمجھتا ہوں اور دیکھ رہا ہوں کہ آپ اپنی باری پر کیا کچھ کر کے دکھاتے ہیں۔ اس طرح رہئے کہ کوئی آپ کو گمراہ نہ کر سکے۔ کوئی آپ کو غلط طور پر استعمال نہ کر سکے۔ اپنی صفوں میں مکمل اتحاد اور استحکام پیدا کیجئے۔ ایک مثال قائم کر دیجئے کہ نوجوان کیا کچھ کر سکتے ہیں۔ آپ کا اصل کام کیا ہونا چاہئے — اپنی ذات سے وفا اپنے والدین سے وفا، اپنی مملکت سے وفا، اپنے مطالعے پر کامل توجہ۔

جلسۂ عام، ڈھاکہ - ۲۱ مارچ ۱۹۴۸ء

آپ کی بھلائی، آپ کے والدین کی بھلائی، بلکہ ساری مملکت کی بھلائی اس میں ہے کہ آپ کی توجہ صرف تحصیلِ علم کے لئے وقف رہے۔ صرف اس طرح آپ خود کو زندگی کی جنگ کے لئے مسلح کر سکتے ہیں۔ اس زندگی کی جنگ کے لئے جو آپ کو عنقریب

پیش آنے والی ہے۔ صرف اسی طریقے سے آپ اپنی مملکت کے لئے طاقت اور فخر کا سرچشمہ بن سکتے ہیں اور ان مسائل کے حل کرنے میں مدد دے سکتے ہیں۔ جو اس مملکت کو معاشرتی اور معاشی میدان میں درپیش ہیں صرف اس صورت سے آپ اسے دنیا کی ایک عظیم ترین طاقتور اور ترقی یافتہ قوم بنا کر منزل مقصود تک پہنچا سکتے ہیں۔

جلسۂ تقسیم اسناد، ڈھاکہ یونیورسٹی - ۲۴ مارچ ۱۹۴۸ء

اول درجے کے ماہرین

ہمارے کالجوں کا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ زراعت، حیوانیات، انجینیری، طب اور دوسرے فنی وخصوصی مضامین میں اول درجے کے ماہرین پیدا کریں۔ صرف اسی طریقے سے ہم ان مسائل کا کوئی ٹھوس حل نکال سکیں گے جو عام آدمی کا معیارِ زندگی بلند کرنے میں ہمیں پیش آرہے ہیں۔

ایڈورڈ کالج پشاور - ۱۸ اپریل ۱۹۴۸ء

جسمانی قوت پیدا کیجئے

زندگی کے ہر شعبہ میں ہماری قوم کی کامیابی کا انحصار صحیح ذہنی تربیت پر ہے۔ آپ کے لئے میرا پیغام یہ ہے کہ جسمانی قوت پیدا کیجئے۔ جنگجوئی یا فوج گردی کے لئے نہیں بلکہ سپاہیانہ قوت پیدا کرنے کی خاطر۔ تاکہ آپ عمر بھر قومی زندگی کے ہر شعبے میں ہمیشہ کے لئے امن و آشتی، بین الاقوامی خیر سگالی اور محبت کا سرچشمہ بنے رہیں۔

کل پاکستان اولمپک کھیلوں کے موقع پر - ۲۳ اپریل ۱۹۴۸ء

نوجوان آگے بڑھیں

مجھے یہ معلوم کر کے خوشی ہوتی ہے کہ پاکستانیوں کو بنکاری میں تربیت دینے کے منصوبے زیر عمل ہیں۔ میری پُر اشتیاق نگاہیں ان کی ترقی کا مستقل جائزہ لیتی رہیں گی۔ مجھے یقین ہے کہ سٹیٹ بنک کو تمام متعلقہ اداروں، تنظیموں، بنکوں اور یونیورسٹیوں کا تعاون حاصل رہے گا۔ سٹیٹ بنک کا بنیادی مقصد ان کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنا ہے۔ بنک کاری سے معاشیات کی ایک نئی اور وسیع دنیا کھل جائے گی جس میں ہمارے جوانوں کی ذہانت کو کھل کر پھلنے پھولنے کا پورا پورا موقع ملے گا۔ مجھے اعتماد ہے کہ ہمارے پڑھے لکھے جوان بڑی تعداد میں آگے بڑھیں گے۔ تربیت حاصل کرنے کے بعد وہ صرف خود کو فائدہ نہ پہنچائیں گے بلکہ ہمارے پاکستان کی ترقی کی دوڑ میں بھی حصہ لیں گے۔

سٹیٹ بنک آف پاکستان کا افتتاح ۔ ۱۵ جولائی ۴۸ء

سیاسی نظام کے رموز سیکھئے

اقتدار آپ کے پاس ہے، آپ کی چیز ہے۔ آپ کو اسے استعمال کرنے کا فن بھی آنا چاہئے۔ آپ کو سیاسی نظام کے اسرار و رموز اور طریق کار کو سیکھنا چاہئے اور آزمانا چاہئے۔ آئینی طور پر یہ آپ کے اختیار میں ہے کہ اگر کسی حکومت سے آپ مطمئن نہ ہوں تو اسے برطرف کر دیں اور اپنی مرضی کی حکومت قائم کریں۔

جلسۂ عام ڈھاکہ ۔ ۲۱ مارچ ۱۹۴۸ء

خارجہ پالیسی

خارجہ پالیسی کا اصل اصول

ہماری خارجہ پالیسی کا اصل اصول تمام اقوام عالم کے لئے دوستی اور خیر سگالی کا عملی جذبہ ہے۔ ہم دنیا کے کسی ملک یا قوم کے خلاف جارحانہ عزائم نہیں رکھتے۔ ہم قومی اور بین الاقوامی معاملات میں دیانت اور انصاف کے اصول پر یقین رکھتے ہیں۔ ہم دنیا میں امن اور خوشحالی کے اضافے اور ترقی کے لئے اپنی جانب سے زیادہ سے زیادہ کردار انجام دینے کے لئے تیار ہیں۔ پاکستان دنیا کی مظلوم اور کچلی ہوئی اقوام کو اخلاقی اور مادی امداد دینے سے کبھی نہیں ہچکچائے گا۔ پاکستان اقوام متحدہ کے منشور میں درج شدہ اصولوں کا حامی ہے۔

امریکی عوام سے خطاب (انٹرویو)۔ فروری ۱۹۴۸ء

بین الاقوامی امن وخوشحالی

پاکستان کے لوگ کسی ایسی چیز کے طالب نہیں جو ان کی اپنی نہ ہو ہم دنیا کی تمام آزاد اقوام کے لئے دوستی اور خیر سگالی کے جذبات رکھنے کے علاوہ اور کسی بات کے خواہشمند نہیں ہیں۔ ہم پاکستانی تہیہ کر چکے ہیں، کہ اب جبکہ ہم نے اپنی مدتوں کی کھوئی ہوئی آزادی حاصل کرلی ہے، ہم نہ صرف اپنے پاکستان کو مستحکم اور خوشحال بنانے کی انتہائی جدوجہد کریں گے بلکہ بین الاقوامی امن وخوشحالی کے لئے بھی جہاں تک ہم سے ممکن ہوگا پوری اعانت کریں گے۔

امریکی سفیر کی تقریر کے جواب میں ۲۶ فروری ۱۹۴۸ء

عالمگیر اخوت، ہماری دسترس میں

ہم جس دنیا میں اس وقت زندگی گزار رہے ہیں، وہ کسی طرح بھی مکمل نہیں کہلائی جاسکتی۔ تہذیب وتمدن کی ترقیوں کے باوجود جنگل کا قانون جاری ہے جس کی لاٹھی اس کی بھینس کے مصداق طاقتور کمزور سے ناجائز فائدہ اٹھانے سے باز نہیں رہتے اپنی ترقی کو مقدم رکھنا، لالچ اور طاقت حاصل کرنے کی ہوس نہ صرف افراد بلکہ اقوام عالم کے تمام افعال کی محرک ہے۔ اگر ہم دنیا کو زیادہ محفوظ، زیادہ پاکیزہ اور پرمسرت جگہ بنانا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنی اصلاح کا کام افراد سے شروع کرنا پڑے گا۔ بچپن ہی سے فرد کی زندگی میں سکاؤٹ کا ایثار خدمت، قول وفعل اور خیال کی پاکیزگی کا مسلک پیدا کردینا

چاہئے۔ اگر ہمارے نوجوان ہر ایک کو دوست رکھنے، ہر ایک کی ہمہ وقت خدمت کرنے اور ذاتی مفاد کو دوسروں کی بھلائی کے سامنے پس پشت ڈالنے، خیال الفاظ اور عمل میں تشدد سے بچنے کا سبق سیکھ لیں، تو مجھے امید واثق ہے کہ عالمگیر اخوت ہمارے امکان اور دسترس میں ہوگی۔

بوائے سکاؤٹس سے خطاب - ۲۲ دسمبر ۱۹۴۷ء

خیر سگالی کا جذبہ

نوزائیدہ مملکت کی حیثیت میں، پاکستان دنیا کے لئے خیر سگالی کا شدید جذبہ رکھتا ہے۔ اس کے عوام نے اپنی نئی نئی آزادی کو برقرار رکھنے کے لئے دل و جان سے کام کرنے کا عزم کر رکھا ہے۔ اس عظیم کام کی تکمیل کے دوران یہاں کے لوگ دنیا کی دوسری مملکتوں کے پُرخلوص تعاون اور امداد —— بالخصوص اس ہنگامی حالت میں —— کا خاص طور پر گہرا خیال رکھیں گے۔

سفیر افغانستان کی تقرری پر - ۸ مئی ۱۹۴۸ء

قوم کی تعمیر میں خواتین کا حصّہ

قوم کی تعمیر اور اس کے اتحاد کو قائم رکھنے کے لیے خواتین کو بھی نہایت اہم حصہ لینا ہے کیونکہ نوجوانوں کے کردار کی تعمیر جو قوم کی اصل بنیاد ہے، ان ہی کی ذمہ داری ہے۔ وہ یہ اہم خدمت نہ صرف اپنے گھروں میں انجام دے سکتی ہیں بلکہ گھر سے باہر اپنی دوسری غریب بہنوں کو مدد دے سکتی ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ پاکستان حاصل کرنے کی جدوجہد میں مسلمان خواتین مضبوطی کے ساتھ اپنے مردوں کے ساتھ رہی ہیں۔ پاکستان کی تعمیر میں بھی جو اس سے بھی اہم اور بڑا کام ہے اور فی الحال ہمیں درپیش ہے، کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ پاکستانی خواتین پیچھے رہیں یا انہوں نے اپنا فرض ادا کرنے میں کوتاہی کی ہے

ڈھاکہ یونیورسٹی میں تقریر — ۲۴ مارچ ۱۹۴۸ء

MASOOD FAISAL JHANDI LIBRARY
Acc No: ___ ______
★ MAILSI ★

9192

نئی نسل کی ذہنی تربیت کے لئے

بلند پایہ اور معیاری کتابیں

• نشانِ منزل

مفکرِ پاکستان حضرت علامہ اقبالؒ اور بابائے ملت حضرت قائد اعظمؒ کے ایسے خطبات کا مجموعہ جن سے آزادی کے مختلف مراحل اور قوم کے سیاسی سفر پر روشنی پڑتی ہے۔ ان خطبات کے مطالعے سے قیامِ پاکستان کے حقیقی پس منظر کا علم ہوتا ہے۔

• تعلیماتِ قائد اعظمؒ

بابائے ملت کے ارشادات کا خلاصہ جسے موضوع وار اس طرح ترتیب دیا گیا ہے کہ ہر مسئلے پر قائد کے اصل الفاظ میں ان کی رائے سامنے آجاتی ہے۔ نئی نسل کی فکری رہنمائی کے لئے ایک روشن کتاب

• آزادی کی کہانی

ایک عظیم سیاسی جدوجہد کی جامع تاریخ، قیامِ پاکستان کے پس منظر اور اس راہ میں ملت کی عظیم قربانیوں کا ایک جائزہ — آسان اور عام فہم زبان میں زیرِ تربیت نسل کے لئے ایک رہنما کتاب

ناشر: مکتبۂ عالیہ — ایبک روڈ انارکلی — لاہور